زہر کے سوداگر

سید اسد عادل

عمران سیریز



سعودیہ فینسی مارکیٹ، منجھاون، کانپور، انڈیا

(بی گیاؤ کی تلاش)

(۱)

...عمران ایک آرام کرسی پر نیم دراز صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا، اس نے ابھی ناشتہ
...ں کیا تھا، عمران نے ایک طویل انگڑائی لی اور برا سا منہ بنا کر اخبار ایک طرف ڈال
...، کچھ دیر بعد سلیمان نے ناشتہ لا کر میز پر رکھ دیا۔

عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لی، اور ناشتہ کرنے میں مشغول ہو گیا۔
ناشتے میں ایک ٹن بسکٹ اور چائے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا، عمران
...بسکٹ چائے میں ڈبو کر کھانا شروع کر دئے اور سلیمان کو آواز دی۔

"سلیمان۔"

"جی صاحب۔" سلیمان کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔

"ابے یہ بسکٹ تجھے کہاں سے مل گئے، کیا کہیں سے خیرات مانگ لایا
...۔"

"تن نہیں تو کیا کھانے میں خیراتی ہی لگ رہے ہیں۔"

"نہیں تو لیکن آج کل تو میرا بہت خیال رکھنے لگا ہے۔"

"وہ تو میں پہلے بھی رکھتا تھا۔"

"اچھا یہ بسکٹ۔" عمران بسکٹ کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اب آپ کو کیا بتاؤں صاحب۔"

"کیوں، مجھے بتانے میں کیا حرج ہے۔"

"حرج تو ہے صاحب۔"

"کیوں حرج ہے۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔ "جلدی بتا کہاں
...ہ پار کر کے لایا ہے۔"

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں صاحب۔" سلیمان ہکلا کر بولا "لیکن پہلے
...پ وعدہ کیجئے کہ آپ مجھے کوئی سزا نہیں دیں گے۔"

"معاملے کی نوعیت کا علم ہوئے بغیر میں کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔" عمران
...انداز میں بولا جیسے کوئی اہم بات پر اظہار خیال کر رہا ہو۔ "لیکن اگر تو نے بتانے
...جلدی نہیں کی تو میں تیرے دونوں کان اکھاڑ دوں گا۔"

"نہیں صاحب۔" سلیمان خوفزدہ سی آواز میں بولا "مم... میں
...ا ہوں کل میں اپنے دوست کے گھر گیا تھا اس نے مجھے بتایا کہ ایک سینما میں نئی فلم
...یا کے پار گی ہے، بہت بہترین فلم ہے، میں اس فلم کو پانچ بار دیکھ چکا ہوں، میں نے
...چا کہ جب میرا دوست اتنی تعریف کر رہا ہے تو مجھے یہ فلم ضرور دیکھنی چاہیے اور پھر کل
...میں فلم دیکھنے چلا گیا۔"

"اچھا تو کل تو پھر فلم دیکھنے گیا تھا" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"صاحب میرے دوست نے اس فلم کی اتنی تعریف کر دی تھی کہ مجھ
...سے رہا نہیں گیا۔"

"ابے بسکٹوں میں فلم کہاں سے آ گھسی۔" عمران اس کی بات کاٹ کر
...

"آپ نہیں سمجھ سکتے۔ صاحب۔" سلیمان سر ہلا کر بولا "یہ فلم اور
بسکٹوں کا تعلق میں ہی سمجھ سکتا ہوں۔"

"اچھا تو مجھے بھی سمجھا دے۔" عمران بے بسی سے سر ہلا کر بولا۔

"ضرور سمجھاؤں گا صاحب۔" سلیمان نے کہا پھر بولا۔ "ہاں تو میں
ٹکٹ لے کر اندر آ گیا اور فلم دیکھتا رہا انٹرول میں جب باہر نکلا تو بھوک لگی ہوئی تھی،
میں سینما کی کینٹین میں گیا اور کھانے کا آرڈر دے کر کھانے میں مشغول ہو گیا، ابھی کھانا
ختم بھی نہیں کر پایا تھا کہ انٹرول ختم ہو گیا، میں جلدی سے اٹھ گیا بل ادا کیا بل ادا کرنے
کے بعد جب کچھ پیسے بچے تو میں نے سوچا کہ صاحب کے لئے بسکٹ لیتا چلوں صبح
ناشتے میں کام آئیں گے، ہے
چارے صبح بھی مسور کی دال پر گزارا کرتے ہیں۔"

"ابے تو واقعی میرا کافی خیال رکھنے لگا ہے۔"

"میں بہت خیال مند ہوں صاحب لیکن آپ ہی اپنا خیال نہیں
رکھتے۔"

"لیکن فلم دیکھنے اور پھر عیاشی کے لئے پیسے کہاں سے آئے تیرے
پاس۔" ۔" عمران اچانک اس کو چونک کر گھورتا ہوا بولا، انداز
بالکل ایسا ہی تھا جیسے یک یک کوئی اہم بات یاد آ گئی ہو۔

"صاحب آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میرے خرچ کا ذریعہ آپ کی جیب
ہے۔"

"ہاں وہ تو ہے، کتنے روپے نکالے تھے۔"

"دس روپے صاحب اتنے پیسوں میں میرا کام چل جاتا ہے
۔" سلیمان نے مطمئن انداز میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"ہائیں دس روپے میں کام چل جاتا ہے، ابے سلیمان کے بچے اگر تو
اسی طرح شاہ خرچی کرتا رہا تو ایک دن میں بادشاہ بن کر سڑکوں پر بھیک مانگتا نظر آؤں گا
" عمران اپنا سر پیٹتا ہوا بولا۔

"شاید آپ کچھ غلط بول گئے۔"

"کیا غلط بول گیا ہوں۔"

"شاید آپ کہنا چاہتے ہیں آپ دیوالیہ ہو جائیں گے۔"

"ابے تو کیا اب سبق بھی پڑھائے گا۔" عمران بدستور اپنا سر پیٹتا ہوا
بولا۔

"دیوالیہ ہونے میں میں آپ کی پوری مدد کروں گا" سلیمان پر خلوص
انداز میں دانت نکال کر بولا۔ "تن نہیں میرا مطلب ہے کہ۔۔۔۔"

"دفعان ہو جا۔" عمران، سلیمان کی بات کاٹ کر دہاڑا، اور اٹھ کر
سلیمان کی طرف جھپٹا، عمران کو اٹھتا دیکھ کر سلیمان کے دیوتا کوچ کر گئے، اس نے
کمرے سے نکل بھاگنے میں ذرا دیر نہیں لگائی دوڑتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر نکل
گیا۔

سلیمان کے کمرے سے باہر نکلتے ہی عمران نے کاہلوں کے سے انداز میں انگڑائی لی اور

چائے کی پیالی کو آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔

کچھ دیر بعد اس نے پھر سے اخبار اٹھالیا اور سرسری نظروں سے اخبار کا جائزہ لینے لگا، دفعتاً اس کی نظر ایک سرخی پر جم گئی سرخی تھی "مشہور بزنس مین داراب اختر کا بڑی بے دردی سے قتل"

عمران خاموشی سے خبر پڑھتا رہا اس کے بعد اس نے اخبار ایک جانب ڈال دیا۔

اپنے کمرے میں پہونچ کر اس نے کپڑے تبدیل کئے، پھر باہر آیا ہی تھا کہ اس فون کی گھنٹی بجنے لگی جس کے نمبر فون ڈائریکٹری میں موجود تھے۔

"ہیلو عمران اسپیکنگ۔" وہ ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں بولا۔

"عمران۔" دوسری جانب سے سر سلطان کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں عمران بول رہا ہوں۔" عمران سر سلطان کی آواز پہچان کر بولا۔

"مجھ سے فوراً ملاقات کرو۔"

"کیا کوئی خاص بات ہے آپ کافی پریشان لگ رہے ہیں۔"

"یہیں آجاؤ پھر تفصیل سے بات ہوگی۔"

"کیا آفس آجاؤں۔"

"نہیں میں کوٹھی سے بول رہا ہوں۔"

"میں آرہا ہوں۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

عمارت کے گیراج میں آکر اس نے اپنی ٹوسیٹر نکالی اور سر سلطان کی کوٹھی کی جانب روانہ ہو گیا۔

سر سلطان اپنی کوٹھی پر اس کا انتظار کرتے ہوئے ملے۔

عمران کار کو گیٹ کے اندر لیتا چلا گیا، سر سلطان نے چوکیدار کو پہلے ہی ہدایت کر دی تھی اس لئے گیٹ کھلا ہوا ہی ملا تھا۔

اس نے کار پورچ میں روکی اور اتر کر سر سلطان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کو دیکھ کر وہ بے تابی سے اس کی طرف بڑھے اور لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں آگئے۔

دونوں کے بیٹھ جانے کے بعد کافی دیر تک کمرے میں خاموشی مسلط رہی۔

سر سلطان کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے جیسے کچھ کہنے کے لئے اپنے حواس مجتمع کر رہے ہوں۔

عمران ان کا بغور جائزہ لیتا رہا لیکن کچھ بولا نہیں۔

کافی دیر یوں ہی گزر گئی تو عمران کھنکھارا اور سر سلطان اس کی طرف دیکھنے لگے۔

وہ ابھی تک اس سے کچھ بولے نہیں تھے نہ ہی عمران نے بولنے کی ضرورت سمجھی تھی۔

بالآخر سر سلطان ہی کو بولنا پڑا۔

"تم نے آج کا اخبار پڑھا۔"

عمران نے بغور ان کے چہرے کا جائزہ لیا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کل رات۔" سر سلطان ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔ "داراب اختر کو قتل کر دیا گیا۔"

"روز ہی اس طرح کے قتل ہوتے ہیں آخر آپ کو اس ایک قتل سے کیا پریشانی ہوگئی۔"

"داراب اختر میرا بہت ہی عزیز دوست تھا۔"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے لوگوں کے بہت سے عزیز دوست قتل کر دئے جاتے ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔"

"جی اچھا۔" عمران سعادت مندی سے سر ہلا کر بولا۔

"اس نے اپنے قتل سے چند دنوں قبل مجھ کو ایک خط دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر میں کسی حادثاتی موت کا شکار ہو جاؤں تو اس خط کو کھول کر پڑھ لینا۔"

"کیسی حادثاتی موت۔"

"اس معاملے میں اس نے اپنی زبان کھولنے سے انکار کر دیا تھا۔"

"آپ نے اس سے پوچھا نہیں کہ اس کو کس طرح کی حادثاتی موت کا ڈر تھا۔"

"وہ اس خط کے علاوہ اور کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں تھا۔"

"اور وہ آپ کا بہت ہی عزیز دوست تھا۔" عمران طنزیہ انداز میں بولا۔

"آدمی کبھی کبھی بے حد مجبور ہو جاتا ہے، ہو سکتا ہے اس کے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی معاملہ ہو۔"

"اور آج آپ کو اس کے قتل پر وہ خط یاد آگیا۔" عمران سوالیہ انداز میں ان کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ہاں یہی بات ہے۔"

"کیا آپ نے خط پڑھا۔"

"ابھی نہیں۔"

"کیوں۔"

"میں اس کی قتل کی خبر پڑھ کر حواس باختہ ہو گیا تھا۔"

"اور حواس میں آتے ہی سب سے پہلے مجھ کو فون کر ڈالا۔"

"ہاں۔" سر سلطان اثبات میں سر ہلا کر بولے اور عمران کو گھورنے لگے۔

"کیا وہ خط آپ کے پاس محفوظ ہے۔"

"ہاں کیا دکھاؤں۔"

''آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے۔''

''اگر داراب اختر مجھے یہ خط نہ دیتا تو میں تم کو یہاں ہرگز نہ بلاتا۔''

''اس کا کیا مطلب ہوا۔'' عمران احمقانہ انداز میں سر سلطان کو دیکھتا ہوا بولا۔

''تم یہ پتا لگانے کی کوشش کرو گے کہ اس قتل کی کیا وجہ ہے اور داراب اختر کو کس نے قتل کیا ہے۔''

''کیا ایسا کرنے کے لئے داراب اختر نے کہا تھا۔''

''اس نے بڑی سنجیدگی سے گزارش کی تھی، نیز یہ بھی کہا تھا کہ معاملہ کو راز میں رکھا جائے۔''

''کیا بغیر خط پڑھے ہی پتا لگاؤں۔''

''بے وقوفی کی باتیں نہ کرو میں بے حد پریشان ہوں ٹھہرو میں ابھی خط لے کر آتا ہوں۔'' سر سلطان نے کہا اور اٹھ کر اندر چلے گئے، عمران خاموشی سے سر جھکا کر اونگھنے لگا۔

دوبارہ جب سر سلطان کمرے میں داخل ہوئے تو عمران اونگھنے میں پوری طرح مصروف تھا۔

سر سلطان اس کو متوجہ کرنے کے لئے زور سے کھنکھارے اور عمران چونک کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، ساتھ ہی بوکھلاہٹ بھی طاری ہو گئی تھی ورنہ منھ سے یہ جملہ نہ نکلتا۔

''سس...سلاما لیکم۔''

''ہوں سر سلطان اس کی بوکھلاہٹ محظوظ ہوتے ہوئے بولے۔''

''چیچ...چیونگم۔'' عمران اور زیادہ بوکھلاہٹ میں سر سلطان کو جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پیش کرتا ہوا بولا۔

''چپ چاپ بیٹھو۔'' سر سلطان اس کے ہاتھ سے چیونگم کا پیکٹ لیتے ہوئے بولے۔

''جج...جی...جی اچھا۔'' عمران نے سعادت مندانہ انداز میں ایسے سر ہلایا جیسے شریر بچے کو اس کے سخت مزاج باپ نے ڈانٹا ہو اور وہ واقعی چپ چاپ ہو گیا ہو۔

''یہ لو خط۔'' سر سلطان اس کی جانب ایک خط بڑھاتے ہوئے بولے۔

عمران نے خاموشی سے خط لے لیا اور اس کو لفافے سے باہر نکال کر با آواز بلند پڑھنے لگا۔

خط انگریزی میں ٹائپ کیا گیا تھا تحریر تھی:

ڈیئر سلطان یہ خط میں کہاں سے شروع کروں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، تم کو یہ خط میں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آج کئی روز سے مجھ کو ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے کوئی مجھ کو لیکن چھوڑو میں تم کو پوری بات تفصیل سے بتاتا ہوں، اچانک ایک دن مجھے ڈاک سے ایک خط موصول ہوا جس کی تحریر تھی۔

۲۸۔ نومبر: اگر میں نے منھ کھولا تو بے موت مارا جاؤں گا۔

فقط تمھارا ہمدرد

میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ خط مجھ کو کون بھیج سکتا ہے، پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ میرے کسی شناسا نے مذاق کیا ہو گا، میں نے اس دھمکی کو سرسری طور پر لیا لیکن پھر ایک دن مجھے ایک خط پھر ملا اب کی مرتبہ یہ خط مجھے ڈاک سے نہیں ملا تھا بلکہ میرے بستر پر ملا تھا تحریر ہو بہو یہ تھی۔

۱۵۔ دسمبر: اگر تم اس بات کو مذاق سمجھتے ہو تو یہ تمھاری بہت بڑی بھول ہے، میں ایک بار آگاہ کرتا ہوں کہ اگر تمھاری زبان کھلی تو جان سے مار دئے جاؤ گے، اگر تم اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ تمھاری زبان بند رہے گی، تو اپنے سونے کے کمرے کے دروازے پر چاک سے لفظ 'ہاں' لکھ دو، اور اس بات کو محض دھمکی ہی مت تصور کرنا۔

فقط تمھارا ہمدرد

اس مرتبہ میں سچ مچ بوکھلا گیا تھا میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے اپنے سلیپنگ روم کے دروازے پر لفظ 'ہاں' لکھ دیا اور نتیجے کا انتظار کرنے لگا میں ہر وقت پریشان رہنے لگا تھا میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کون مجھ کو اس طرح کے خط لکھ سکتا ہے پھر ایک دن میری سمجھ میں آ گیا کہ کون مجھ کو اس طرح کے خط لکھ سکتا تھا لیکن میں اس کا نام ہرگز نہیں بتاؤں گا کیوں کہ مجھ کو اس پر صرف شبہ ہی تھا یقینی طور پر میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیوں کہ وہ میرا بہت ہی قریبی تھا، اسی دوران مجھے ایک خط اور موصول ہوا اس مجھ تک پہنچنے کا طریقہ بھی کچھ عجیب تھا، وہ خط مجھ کو میری کوٹ کی جیب میں رکھا ہوا ملا تھا۔

۲۰۔ دسمبر تم واقعی کافی سمجھدار ہو تم نے میری بات مان کر بہت زیادہ عقلمندی کا ثبوت دیا ہے، ورنہ تم ہوتے اور میرا خنجر، خیر جانے دو یہ خط میں صرف اس لئے لکھ رہا ہوں کہ تم اس دھمکی کو ہمیشہ یاد رکھنا ورنہ..........

فقط تمھارا ہمدرد

اس کے بعد سے مجھے کوئی دھمکی بھرا خط نہیں ملا، لیکن مجھ کو خدشہ ہے کہ میں واقعی قتل کر دیا جاؤں گا، اس کی وجہ میں نہیں بتا سکتا، کہ مجھ کو ایسا کیوں محسوس ہوتا تھا، شاید ہم اس کو چھٹی حس کہتے ہیں۔

اب میں صرف تم سے یہ کہوں گا کہ اگر میں واقعی قتل کر دیا جاؤں تو تم میرے قاتل کو تلاش کرنے کی کوشش کرنا، میری آج تک یہ سمجھ میں نہیں آ سکا کہ وہ مجھے کس سلسلہ میں اپنے اس شناسا کا نام نہیں بتا سکتا اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں اس تکلیف کے لئے مجھے معاف کر دینا۔

تمھارا اور صرف تمھارا دوست

داراب اختر

عمران نے خط ختم کر کے سر سلطان کی طرف دیکھا اور وہ سر ہلا کر رہ گئے۔

''اس کا مطلب ہوا کہ اس کو شک تھا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا لیکن اس

نے پولیس کو مطلع کرنے کے بجائے آپ کو بتانا زیادہ بہتر سمجھا یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"شاید کوئی پرائیویٹ معاملہ معلوم ہوتا ہے۔"

"کیسا پرائیویٹ معاملہ۔"

"اس کے خط سے اندازہ لگانے کی کوشش کرو اس نے اپنے کسی شناسا پر اپنا شبہ ظاہر کیا ہے۔"

"جی ہاں کسی شناسا کا تذکرہ ہے۔"

"لیکن وہ کون ہو سکتا ہے۔"

"اگر داراب اختر اپنا شبہ ظاہر کر دیتا تو آسانی ہوتی۔"

"کسی وجہ سے نہ ظاہر کیا ہوگا۔"

"ایسی کون سی وجہ ہو سکتی ہے جو اپنے قاتل کی شناسائی سے روک دے۔"

"میں کیا بتا سکتا ہوں۔"

"خیر چھوڑئیے یہ بتایئے میرے لئے کیا حکم ہے۔"

"تم اس کے قاتل کا پتا لگانے کی کوشش کرو۔"

"لیکن یہ کام تو پولیس بھی کر سکتی۔"

"کر سکتی ہے اور داراب اختر بھی پولیس سے مدد لے سکتا تھا لیکن اس نے مجھ سے کہا ہے شاید کوئی بے حد پرائیویٹ معاملہ ہے۔"

"تو کیا میں اس کی چھان بین شروع کر دوں۔"

"ہاں۔"

"مجھے کچھ معلومات درکار ہیں داراب اختر اور اس کے خاندان کے بارے میں کیوں کہ تفتیش کی شروعات وہیں سے کی جا سکتی ہے۔"

"داراب اختر اس شہر کا مشہور بزنس مین ہے اس کا یورپ و افریقہ میں امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے، کئی کوٹھیاں اور بنگلے ہیں، کافی بڑی جائداد کا مالک ہے۔"

"اب اس کے خاندان کے بارے میں بتایئے داراب اختر کی شادی ہو چکی ہے یا نہیں اگر ہو چکی ہے تو کس سے ہوئی ہے لڑکی اچھی ہے کہ نہیں اور........"

"بس بس اس کی بیوی تمھاری ماں کی عمر کی ہوگی۔"

"کیا اب میں چلوں۔" عمران جھاڑ سا منہ پھیلا کر جمائی لیتا ہوا بولا۔

"چائے تو پیتے جاؤ۔"

"چائے تو میں پیوں گا ہی ساتھ میں ناشتہ بھی کروں گا کیوں کہ آج کمبخت سلیمان نے ڈھنگ کا ناشتہ بھی نہیں دیا۔" عمران مسکی صورت بنا کر بولا۔

"اچھا قاعدے سے بنگلو میں ابھی نوکر سے منگواتا ہوں۔" سر سلطان نے کہا اور نوکر کو آواز دی۔

نوکر کے آنے پر انھوں نے اس سے عمران کے لئے ناشتہ اور چائے لانے کے لئے کہا تو کر چلا گیا تو سر سلطان عمران کو مخاطب کر کے بولے۔

"دیکھو عمران اس کیس کو میرا ہی کیس سمجھ کر حل کرنا۔"

عمران نے کوئی جواب نہیں دیا، ناشتہ آ گیا تھا عمران خاموشی سے ناشتے میں مصروف ہو گیا۔

ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد عمران نے سر سلطان سے اجازت لی اور اپنی ٹو سیٹر میں بیٹھ کر داراب اختر کی کوٹھی کی جانب روانہ ہو گیا، داراب اختر کی کوٹھی کا پتا اس کو سر سلطان نے دیا تھا۔

(۲)

گیٹ پر عمران نے اپنی کار لا کر روک دی، چوکیدار نے آگے بڑھ کر گیٹ کھول دیا، عمران اپنی گاڑی اندر لیتا چلا گیا اور پورچ میں لے جا کر روک دی پھر کار سے اتر کر وہ برآمدے میں آ گیا اور کال بیل کے پش بٹن پر انگلی رکھ دی۔

کچھ دیر بعد ایک نوکر نے دروازہ کھولا اور سوالیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں مسٹر کریم سے ملنا چاہتا ہوں، وہ کہاں ہیں۔"

"اندر ہیں آ جایئے۔" نوکر نے کہا اور عمران کو لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں آیا، اس کو بیٹھا کر اندر چلا گیا۔

عمران کو تقریباً پانچ منٹ تک انتظار کرنا پڑا تھا، اس کے بعد ایک آدمی ڈرائنگ روم میں داخل ہوا، اس کی عمر چالیس پینتالیس کے درمیان رہی ہوگی گھنی ڈاڑھی، چوکور چہرا، گال ابھرے ہوئے رنگ گورا، عمران اس کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا، عمران نے اس سے ہاتھ ملایا اور اپنا تعارف کراتا ہوا بولا۔

"میرا نام عمران ہے اور مجھ کو سر سلطان نے بھیجا ہے۔"

"او وہی سر سلطان تو نہیں جو بھائی صاحب کے دوست ہیں۔" کریم نے پوچھا۔

"جی ہاں وہی۔" عمران نے جواب دیا۔ "میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہوں گا۔"

"پوچھئے۔" کریم نے مری ہوئی آواز میں کہا۔

"کیا مسٹر داراب اختر آپ کے بھائی تھے۔"

"جی ہاں۔"

"کیا تھے۔" عمران نے انجان بن کر پوچھا۔

"آپ نے یہ سوال کیوں کیا۔"

"کیا ادھر کچھ دنوں میں ان کا آپ سے جھگڑا ہوا تھا۔" عمران اس کا سوال گول کرتا ہوا بولا۔

"میرا ان سے جھگڑا کیوں ہونے لگا۔" کریم نے ناخوشگواری سے جواب دیا۔

"وہ سونے کس وقت گئے تھے۔"

"یہی کوئی ساڑھے نو بجے کا عمل رہا ہوگا۔"

"قتل کب اور کیسے ہوا۔"

"کیا آپ نے آج کا اخبار نہیں پڑھا۔"

"میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دیجئے۔" عمران خشک لہجے میں بولا۔

"شاید رات کے دو بجے میں نے چیخنے چلانے کی آوازیں سنی تھیں، باہر نکلا تو علم ہوا کہ چیخوں کی آوازیں اوپر سے آ رہی تھیں، اوپر بھائی صاحب کا کمرہ تھا، میں جب اوپر

پہنچا تو دیکھا گھر کے سارے افراد جمع ہیں۔نوکروں سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بھائی صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے۔مجھے نوکر کی بات پر یقین نہیں آیا۔میں بھائی صاحب کے کمرے کی طرف بڑھ گیا اندر داخل ہوتے ہی مجھے ایک دم سے چکر آ گیا بھائی صاحب کی لاش خون میں لت پت بیڈ پر پڑی تھی ،اگر میں خود کو سنبھال نہ لیتا تو چکرا کر گر ہی گیا ہوتا۔" کریم خاموش ہو کر عمران کو دیکھنے لگا اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔

"کیا آپ کو کسی پر شک ہے۔" عمران اپنا داہنا گال کھجلاتا ہوا بولا۔

"جی نہیں میں بھلا کس پر اپنا شک ظاہر کر سکتا ہوں۔"

"کوئی ایسا آدمی جس سے مسٹر داراب کی دشمنی ہو۔"

"جی نہیں میں ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتا۔"

"ادھر دو تین دنوں کے اندر کیا کوئی ان سے ملنے آتا رہا ہے۔"

"جی ہاں۔"

"کون۔"

کریم کچھ نہیں بولا تھوڑی دیر تک وہ خاموش رہا پھر بولا۔

"مجھے علم نہیں کہ وہ کون تھا۔"

"اس کے علاوہ کوئی اور جو ان سے ملنے آیا ہو۔"

"مجھے کسی دوسرے شخص کے بارے میں علم نہیں۔"

"کیا آپ اس کی حلیہ بتا سکتے ہیں۔"

"جی نہیں بس سرسری طور پر دیکھا تھا۔"

"کیا وہ ان دنوں کچھ پریشان رہا کرتے تھے۔"

"جی ہاں میں نے رات میں اکثر ان کو بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہلتے دیکھا تھا، وہ کافی رات گئے تک جاگا کرتے تھے۔"

"اس پریشانی کی کوئی خاص وجہ رہی ہوگی۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں نے بھائی صاحب سے ایک دن پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن انھوں نے مجھے ٹال دیا تھا۔"

"اچھا آپ کا بہت بہت شکریہ اب آپ کسی اور کو میرے پاس بھیج دیجئے میں ان سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

کریم اٹھ کر اندر چلا گیا، کچھ ہی دیر بعد ایک آدمی اور اندر داخل ہوا وہ عمران کو سلام کر کے ایک صوفے پر بیٹھ گیا اس کی عمر بھی کوئی اٹھائیس تیس سال رہی ہوگی، چھریرے بدن کا مالک، آنکھیں کسی قدر چھوٹی اور اندر کو دھنسی ہوئیں اور سرخ تھیں ،جس کا مطلب تھا کہ وہ رو تا رہا ہے،اس کے بیٹھنے کے بعد عمران نے اس سے اپنا تعارف کرایا اور بولا۔

"آپ کا مسٹر داراب سے کیا رشتہ ہے۔"

"میں ان کا بھانجہ ہوں۔"

"اوہ شاید آپ کا نام راشد ہے۔"

"جی ہاں میرا نام راشد ہے۔"

"آپ یہاں کب سے رہ رہے ہیں۔"

"جی ابھی ایک ہفتہ پہلے ہی میں یہاں آیا ہوں۔"

"کس خاص کام سے۔"

"جی ہاں۔"

"کیا وہ خاص کام آپ مجھ کو بتائیں گے۔"

"کک۔کک۔کیا یہ بتانا ضروری ہے۔" راشد ہکلاتا ہوا بولا۔

"جی ہاں۔"

"میں یہاں داراب ماموں سے اپنے بزنس کے سلسلے میں کچھ رقم مانگنے آیا تھا،لیکن ان کو پریشان دیکھ کر مانگنے کی ہمت نہ پڑ سکی تھی۔"

"کسی خاص سلسلہ میں رقم کی ضرورت تھی۔"

"جی ہاں۔"

"کیا آپ کو کسی پر شک ہے۔"

"میں کیا بتا سکتا ہوں جب کہ مجھے یہاں آئے ابھی ایک ہفتہ ہی ہوا ہے،لیکن میں آپ کو ایک بات ضرور بتانا چاہوں گا۔"

"وہ کیا۔" عمران دلچسپی سے بولا۔

"میں جب سے یہاں آیا ہوں سائرہ کو بہت پریشان دیکھ رہا ہوں اس کی حرکتیں بھی مشکوک سی ہیں۔"

"یہ سائرہ کون ہے۔"

"داراب ماموں کی لڑکی۔"

"آپ کو اس کی کون سی حرکت مشکوک لگی ہے۔" عمران اس کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"میں نے سائرہ کو رات دیر سے گھر آتے دیکھا ہے،اس کا رویہ میں بھی کافی بدلاؤ محسوس کیا ہے،وہ کافی پریشان رہتی ہے اور جس رات ماموں صاحب کا قتل ہوا اس رات کو تو وہ گھر پر موجود ہی نہیں تھی صبح کے تقریباً ساڑھے چار بجے گھر آئی تھی ماموں صاحب کے قتل کی خبر میں نے ہی اس کو دی تھی ،لیکن اس پر اس خبر کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا وہ سیدھی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی ،مجھے اس کے اس رویہ پر حیرت ہے۔" راشد طویل سانس لے کر بولا۔

"کیا آپ نے کبھی اس سے اس کی پریشانی جاننے کی کوشش کی تھی۔"

"جی ہاں لیکن اس نے مجھے کچھ بھی نہیں بتایا تھا۔"

"کیا آپ کے ساتھ آپ کی والدہ بھی تشریف لائی ہیں۔"

"جی نہیں وہ تقریباً ایک مہینے سے یہیں ہیں۔"

"اچھا شکریہ اب آپ باہر جا کر سائرہ کی والدہ اور اپنی والدہ کو میرے پاس بھیج دیجئے۔"

راشد عمران کو سلام کر کے باہر چلا گیا،اس کے جانے کے کچھ ہی دیر بعد دو معمر عورتیں کمرے میں داخل ہوئیں،عمران نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور اپنا تعارف کرا کر بولا۔

"مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے۔"

"جی فرمائیے۔" ایک معمر عورت بولی

''کیا آپ سائرہ کی والدہ ہیں۔''

''جی ہاں۔''

''میں اس قتل کے بارے میں آپ سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔''

''پوچھئے۔''

عمران ان سے مختلف سوالات کرتا رہا اور وہ جوابات دیتی رہیں۔ سب کا بیان ایک ہی طرح کا تھا یعنی داراب اختر ان دنوں کافی پریشان رہا کرتا تھا اور راتوں میں اٹھ کر ٹہلا کرتا تھا۔

عمران ان دونوں کو رخصت کرنے کے بعد اٹھا اور ایک لمبی سی راہداری میں نکل آیا ابھی سامنے سے اس کو ایک لڑکی آتی ہوئی دکھائی دی، وہ کافی پریشان نظر آ رہی تھی۔

''آپ کا کیا نام ہے۔'' عمران اس کے نزدیک پہونچتے ہی بولا۔

''جی۔'' لڑکی ایسے چونک پڑی جیسے اس کو راہداری میں عمران کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو پھر بولی۔ ''آپ کون ہیں اور یہاں کہاں سے آ گئے۔''

''جی میرا نام عمران ہے اور میں اس قتل کی تفتیش کر رہا ہوں، لیکن آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔''

''جی کون سا سوال۔''

''یہی کہ آپ کا کیا نام ہے۔''

''میرا نام سائرہ ہے اور مقتول داراب اختر میرے والد تھے۔''

''میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔''

''کیسے سوالات۔'' سائرہ چونک کر بولی۔

''اسی قتل کے بارے میں۔''

''اوہ، پوچھئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں لیکن ٹھہریئے یہاں نہیں میرے کمرے میں آ جائیے۔''

وہ اس کو لئے ہوئے اپنی کمرے میں آ گئی، عمران کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی بیٹھ گئی اور بولی۔

''ہاں پوچھئے۔''

عمران کچھ دیر تک تو خاموش بیٹھا رہا پھر بولا۔

''کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے والد کو کس نے قتل کیا ہے۔''

''میں بھلا کیوں جاننے لگی۔''

''مجھے علم ہوا ہے کہ آپ رات رات بھر گھر سے غائب رہتی ہیں، کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ آپ کہاں جاتی ہیں۔''

''اس سے آپ کو کوئی مطلب نہیں ہونا چاہئے۔'' سائرہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ ''یہ میرا نجی معاملہ ہے۔''

''اچھا تو آپ بھی اپنا نجی معاملہ رکھتی ہیں۔'' عمران مسکرا کر بولا۔

''آپ کو کیا تکلیف ہے۔'' سائرہ جھلا کر بولی۔ ''کیا نجی معاملہ رکھنا جرم ہے۔''

''جی ہاں... مم... میرا مطلب ہے کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی رہتا تھا اس کا بھی ایک نجی معاملہ تھا، ایک دن اچانک پولیس نے چھاپا مار کر اس کو گرفتار کر لیا بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایک غیر ملکی جاسوس تھا، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ نجی معاملہ رکھنا جرم ہے۔'' عمران احمقانہ انداز میں اس کو دیکھتا ہوا بولا، اور سائرہ باوجود جھلاہٹ کے بھی ہنس پڑی، اور پھر عمران پر بدحواسی کا دورہ پڑ گیا۔

''کک... کیا میں نے آپ کو کوئی لطیفہ سنایا ہے جو آپ اس طرح ہنس رہی ہیں۔''

''جی نہیں لیکن کسی لطیفے سے کم بھی نہیں ہے۔''

''اچھا اچھا۔'' عمران مطمئن انداز میں سر ہلاتا ہوا بولا۔

''آپ بکواس تو کافی شاندار کر لیتے ہیں۔'' سائرہ مسکرا کر بولی۔

''اجی بس یہی تھوڑی بہت آتی ہے۔'' عمران انکساری سے بولا۔ ''میرا ایک دوست مجھ سے بھی شاندار بکواس کر لیتا ہے اگر آپ سن لیں گی تو منھ پیٹ لیں گی۔'' عمران اس انداز میں بولا جیسے بکواس کرنا کوئی قابل تعریف چیز ہے۔

''اچھا۔'' سائرہ مضحکہ اڑانے والے انداز میں بولی۔

''جی ہاں بالکل سچ۔''

''اچھا آپ مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔''

''اوہ ہاں۔'' عمران ایسے چونک کر بولا جیسے کوئی بہت ہی اہم موضوع سے بھٹک کر کوئی دوسری بات کرتے ہوئے اچانک اس کو اصل بات یاد آ گئی ہو، سائرہ اس کی اس حرکت پر منھ پھیر کر مسکرائی تھی، لیکن عمران کے چہرے پر بدستور حماقت کے آثار طاری تھے۔

''ہاں تو میں کیا پوچھ رہا تھا۔'' عمران سائرہ سے بولا۔

''میں کیا جانوں پوچھ تو آپ رہے تھے یا میں۔''

''نن... نہیں پوچھ تو میں ہی رہا تھا لیکن کیا پوچھ رہا تھا۔'' عمران اپنا ماتھا رگڑتا ہوا بولا جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ ''معاف کیجئے گا مجھے بھول جانے کا مرض ہے۔''

''کوئی بات نہیں آپ یاد کرنے کی کوشش کرتے رہیے میں جا رہی ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے۔''

''اچھا آپ کہاں جا رہی ہیں۔''

''ہوٹل مون لل.....'' سائرہ غیر ارادی طور پر کسی ہوٹل کا نام بتاتے بتاتے رہ گئی، پھر عمران کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگی جیسے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی ہو کہ کہیں عمران نے اس کا جملہ سن تو نہیں لیا، عمران لاتعلقانہ انداز میں بیٹھا منھ چلا رہا تھا، ویسے اس کے ذہن نے فوراً ہوٹل مون لل.. کا مطلب نکال لیا تھا شاید سائرہ ہوٹل مون لائٹ کہتے کہتے خاموش ہو گئی تھی۔

''آپ کو کچھ اور پوچھنا ہے۔'' سائرہ خشک لہجے میں بولی۔

''بس اور کچھ نہیں پوچھنا چاہتا، کیا یہاں فون ہے مجھے ایک کال کرنی ہے۔''

''جی ہاں ہے آیئے میں آپ کو لائبریری تک پہونچا دوں فون وہیں ہے۔'' سائرہ اٹھ کھڑی ہوئی، اور عمران کو لئے ہوئے لائبریری میں آ گئی۔

''اچھا شکریہ اب آپ جا سکتی.....'' عمران نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا کیوں کہ سائرہ لائبریری سے جا چکی تھی۔

عمران فون کی جانب بڑھ گیا وہ کمرے کے وسط میں ایک میز پر رکھا ہوا تھا۔

عمران نے ریسیور اٹھا کر صفدر کے نمبر ڈائل کئے۔

"ہیلو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں عمران بول رہا ہوں۔"

"کہئے کیسے یاد کیا۔" دوسری طرف سے صفدر کی چہکار سنائی دی۔

"میں جو کہہ رہا ہوں اس کو غور سے سنو۔" عمران سنجیدگی سے بولا۔

"سنایئے۔"

"اس وقت تم کو ہوٹل مون لائٹ پہنچنا ہے وہاں ایک لڑکی کی نگرانی کرنی ہے حلیہ نوٹ کرو، نیلی ساڑی، رنگ گورا، بال گھنے کالے، ہیئر کلپ میں ایک سونے کا گلاب بنا ہوا ہے، سمجھ گئے۔"

"بہتر ہے، اور کچھ۔"

"لڑکی داراب اختر کی ہے۔"

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔"

"میں داراب اختر کی کوٹھی سے بول رہا ہوں۔"

"اور کچھ جناب۔"

"بس، اور کچھ نہیں۔" کہہ کر عمران ریسیور کریڈل پر رکھ کر لائبریری سے باہر آ گیا، وہ پورے بنگلے میں ایسے دندناتا پھر رہا تھا جیسے یہ خود اسی کا بنگلہ ہو۔

راستے میں ایک نوکر کو روک کر اس نے کریم کو ڈرائنگ روم میں بھیجنے کے لئے کہا، اور خود ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گیا۔

ٹائم پاس کرنے کے لئے اس نے ڈرائنگ روم کا جائزہ لینے لگا، ڈرائنگ روم کافی شاندار تھا دیواروں پر بیش قیمتی پینٹنگز ٹنگی ہوئی تھیں، فرش پر ایرانی قالین بچھا ہوا تھا، کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کریم کمرے میں داخل ہوا عمران اس کو دیکھتے ہی بولا۔

"میں مسٹر داراب اختر کا کمرہ دیکھنا چاہتا ہوں۔"

کریم کچھ نہ بولا اور اس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

کمرے کے باہر ایک مسلح کانسٹیبل اسٹول پر بیٹھا ہوا کمرے کی نگرانی کر رہا تھا اس نے عمران کے اندر جانے پر اعتراض کیا۔

عمران اس کو کندھے سے پکڑ کر ایک جانب لے گیا اور پھر اس کے کان میں کچھ کہا، کانسٹیبل مطمئن انداز میں سر ہلانے لگا۔

پھر کریم اس کو کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گیا اس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو عمران کی عقابی نظروں سے چھپ نہ سکے، اس کو اس کمرے میں آتے ہوئے شاید تکلیف ہوئی تھی۔

عمران کمرے کا بغور جائزہ لینے لگا، وہ ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہا تھا، وہ اس ٹیبل کر نزدیک آیا جو اس بیڈ کے قریب رکھی ہوئی تھی جس پر شاید داراب اختر کا قتل ہوا تھا۔

سر سلطان کے بیان کے مطابق آلۂ قتل نہیں مل سکا تھا اس کو کسی تیز دھار آلے سے قتل کیا گیا تھا شاید خنجر وغیرہ سے۔

عمران نے میز کی تلاشی لے ڈالی لیکن اس میں سے کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں برآمد ہوئی، عمران بیڈ کے بائیں جانب آ گیا اس طرف کتابوں سے بھرا ہوا ریک رکھا ہوا تھا،

عمران ریک کی کتابیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا، اچانک اس کی آنکھیں چمکنے لگیں، کیوں کہ کتابوں کے درمیان ایک خون آلودہ خنجر رکھا ہوا تھا، خون جم کر سیاہ ہو چکا تھا عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور جیب سے رومال نکال کر خنجر پر ڈال دیا، خنجر کو رومال میں لپیٹا اور اٹھا کر بڑی احتیاط سے اپنی جیب میں رکھ لیا، اس کے بعد وہ ادھر اُدھر چکرا تار ہا لیکن اس خنجر کے علاوہ اور کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں برآمد ہوئی۔

عمران کمرے سے باہر نکلا اور اب وہ پھر سے ایک بار لائبریری کی طرف جا رہا تھا۔ لائبریری میں پہونچ کر اس نے سر سلطان کے نمبر ڈائل کئے۔

"ہیلو کون بول رہا ہے۔" دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز آئی۔

"جناب میں عمران بول رہا ہوں۔"

"ہاں کہو کیا بات ہے۔"

"میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا موقعہ واردات سے آلۂ قتل برآمد ہوا تھا۔"

"نہیں ملا تھا، لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو۔"

"بعد میں بتاؤں گا شکریہ۔" کہہ کر عمران نے سر سلطان کو دوسرا سوال کرنے کا موقع دئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

کوٹھی سے باہر آ کر اس نے اپنی ٹو سیٹر نکالی اور گیٹ سے باہر نکلا چلا گیا اب اس کا رخ دانش منزل کی طرف تھا، چند منٹ بعد ہی وہ دانش منزل کے ایک کمرے میں نظر آیا، یہ کمرہ بلیک زیرو کا تھا وہ ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا عمران کو دیکھتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"اوہ جناب آپ یہاں کب آئے۔"

"ابھی ابھی آیا ہوں۔"

"کوئی خاص بات۔"

"نہیں کوئی ایسی خاص بات نہیں، بس ایسے ہی۔"

"کچھ تو۔"

"کیا تم آج کل اخبار نہیں دیکھ رہے ہو۔"

"ادھر مصروفیت کچھ زیادہ ہے، موقعہ ہی نہیں مل پاتا ہے۔"

عمران نے کوئی جواب نہیں دیا اور آگے بڑھ کر ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر اونگھنے لگا۔

"آپ کچھ متفکر نظر آ رہے ہیں۔"

"اوں۔" عمران اونگھتے اونگھتے چونک کر بولا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا۔"

"نہیں تو ایسی کوئی بات نہیں۔" عمران نے بھاڑ سا منہ کھول کر جمائی لی اور پھر اونگھنے لگا۔

"کیا آپ بتانا نہیں چاہتے۔" بلیک زیرو نے اس کو پھر چھیڑا۔

"ہائیں کک... کیا کہہ رہے ہو تم... میں تم کو کچھ بتانا نہیں چاہتا لیکن پیارے میرے پاس بتانے کے لئے کچھ ہے ہی نہیں۔" عمران بڑبڑا کر کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔

"تشریف رکھئے جناب۔" بلیک زیرو اس کی بوکھلاہٹ سے محظوظ ہوتا ہوا بولا، وہ عمران کو اچھی طرح جانتا تھا اس کی ان حرکتوں کا مطلب تھا کہ وہ اس فی الحال کچھ بتانا نہیں چاہتا۔

"نہیں ہے۔" عمران مایوسی سے گردن جھٹکتا ہوا بولا۔
"کیا نہیں ہے۔"
"تشریف۔" عمران بڑی معصومیت سے بولا، اور بلیک زیرو نے دل ہی دل میں اپنا سر پیٹ لیا پھر بولا۔
"میرا مطلب تھا کہ کرسی پر بیٹھ جائیے۔"
"اوہ اچھا اچھا ایسے کہو۔" عمران دوبارہ کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔
بلیک زیرو خاموشی سے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔
"بلیک زیرو۔" عمران اس کو مخاطب کر کے بولا۔
"جی ہاں۔"
"مجھے اس خنجر پر ثبت فنگر پرنٹ چاہئے کتنی دیر لگے گی۔"
"یہ آپ کو کہاں سے ملا۔" بلیک زیرو خون آلودہ خنجر کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔
"میرے سوال کا جواب دو۔" عمران نے کے لہجے میں کسی قدر تلخی تھی۔
"اگر آپ کے پاس وقت ہو تو ایک گھنٹا انتظار کر لیجئے، ورنہ میں آپ کے فلیٹ پر بھجوا دوں گا۔"
"ٹھیک ہے میں انتظار کروں گا۔"
"کیا مسئلہ ہے۔" بلیک زیرو بولا۔
"کچھ نہیں بس ایسے ہی۔"
"نہیں کچھ تو، آخر آپ کچھ بتاتے کیوں نہیں۔"
"کل شہر کے ایک مشہور بزنس مین داراب اختر کا قتل ہو گیا تھا سر سلطان نے مجھے اس کیس کی تفتیش کی ذمہ داری مجھ کو سونپی ہے، یہ خنجر مجھ کو داراب اختر کی کتابوں کی الماری میں ملا ہے۔"
"اوہ اچھا، میں ادھر آج کل مصروفیت کی وجہ سے اخبار نہیں دیکھ پا رہا ہوں ورنہ مجھ کو اس قتل کے بارے میں ضرور علم ہوتا۔"
"کنفیوشس نے کہا ہے کہ صبح صبح اخبار ضرور پڑھا کرو۔"
"لیکن کنفیوشس کا یہ قول میری نظروں سے آج تک نہیں گزرا۔"
"ہائیں تو کیا آج کل تم بھی کنفیوشس کو پڑھ رہے ہو۔"
"جی ہاں۔"
"بیڑا غرق میں تو سمجھتا تھا کہ میرے علاوہ اور کوئی مجھ سے زیادہ کنفیوشس کے قول نہیں جانتا۔" عمران بے بسی سے بلیک زیرو کو دیکھتا ہوا بولا۔ "کنفیوشش کو پڑھنا چھوڑ دو ورنہ میری ہی طرح سر پر ہاتھ رکھ کر رو دو گے۔"
مشورے کا شکریہ اب میں چلوں گا۔" بلیک زیرو اس کی باتوں سے محظوظ ہوتا ہوا بولا۔
"ٹھہرو۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔
"جی فرمائیے۔" بلیک زیرو مڑ کر بولا جو جانے کے لئے پلٹ چکا تھا۔
"جولیا سے معلوم کرو کہ صفدر نے رپورٹ دی یا نہیں۔"
"جی اچھا۔" کہہ کر بلیک زیرو کمرے سے چلا گیا۔
عمران بھی اٹھا اور ایک جانب چل پڑا پھر وہ اس کمرے میں دکھائی پڑا جس میں کئی مختلف قسم کے فون رکھے ہوئے تھے، ایک فون ریسیور اٹھا کر اس نے سر سلطان سے رابطہ قائم کیا پھر دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سن کر ماؤتھ پیس میں بولا۔
"میں عمران بول رہا ہوں۔"
"ہاں بولو کیا بات ہے میں کھانا کھا رہا تھا۔"
"جناب والا مجھے داراب اختر کی پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کی ایک کاپی چاہئے۔"
"مل جائے گی کہاں بھجوا دوں۔"
"میں دانش منزل میں موجود ہوں یہیں بھجوا دیجئے۔"
"پہنچ جائے گی۔"
"اچھا شکریہ۔"
"ٹھہرو۔" دوسری جانب سے سر سلطان کی آواز آئی۔
"جی فرمائیے۔"
"تم نے کچھ دیر پہلے آلۂ قتل کے بارے میں دریافت کیا تھا۔"
"جی ہاں۔"
"کوئی خاص بات۔"
"جی ہاں۔"
"کیا۔"
"مجھ کو ایک خون آلودہ خنجر داراب اختر کی کتابوں کی الماری میں ملا ہے۔"
"کیا وہ قاتل کا ہو سکتا ہے۔"
"ابھی اس بارے میں بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں۔"
"کیوں کیا اس میں تم کو کچھ شبہ ہے۔"
"فنگر پرنٹ ملنے کے بعد ہی کچھ کہا جا سکتا ہے۔"
"فنگر پرنٹ نکلوائے۔"
"لیبوریٹری میں اس پر سے فنگر پرنٹ اٹھائے جا رہے ہیں۔"
"مجھ کو رپورٹ دیتے رہنا۔"
"جی اچھا۔" کہہ کر عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔
اب وہ پھر اس کمرے میں جا رہا تھا جس میں کچھ دیر پہلے موجود تھا، کمرے میں پہنچ کر وہ ایک مرتبہ پھر آرام کرسی میں نیم دراز ہو گیا۔
کچھ ہی دیر گزری تھی کہ بلیک زیرو کمرے میں داخل ہوا۔
"کہو کیا بات ہے۔"
"صفدر نے ابھی تک جولیا کو رپورٹ نہیں دی ہے۔"
"تم براہ راست صفدر سے رابطہ قائم کر کے اس سے کہو کہ مجھ کو فلیٹ پر رپورٹ دے دے۔"
"ٹھیک ہے میں ابھی اس کو فون کرتا ہوں۔"
"ابھی سر سلطان کا آدمی آئے گا اس سے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ لے لینا، اور فنگر پرنٹ کی رپورٹ کے ساتھ میرے فلیٹ پر بھجوا دینا۔"
"اچھا جناب۔"

"اب تم جا سکتے ہو۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران بیٹھا کچھ دیر سوچتا رہا، پھر کمرے سے نکل کر کمپاؤنڈ میں آیا، اپنی ٹو سیٹر نکالی اور اپنے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

(۳)

صفدر نے ہوٹل مون لائٹ کے ڈائننگ ہال میں قدم رکھا اور اس کو وہ لڑکی فوراً نظر آ گئی جس کا حلیہ اس کو عمران نے بتایا تھا، وہ نیلی ساڑی میں سب سے الگ نظر آ رہی تھی، صفدر نے لڑکی کے قریب کی ایک میز منتخب کی اور اس پر بیٹھ گیا، لڑکی کی پشت اس کی جانب تھی، وہ اکیلی بیٹھی کوئی مشروب پی رہی تھی، صفدر نے ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا۔

ویٹر نے کافی لانے میں زیادہ دیر نہیں لگائی تھی، اس نے کافی بنائی اور ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔

اس نے لڑکی کی جانب ایک مرتبہ پھر دیکھا، وہ مشروب ختم کر کے اب اٹھ رہی تھی۔

وہ اٹھ کر سیدھی کاؤنٹر پر پہنچی، کاؤنٹر کلرک سے اس نے فون کرنے کی اجازت مانگی اور ریسیور اٹھا کر فون کرنے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ ہوٹل کے صدر دروازے سے باہر نکلتی ہوئی دکھائی دی۔

صفدر نے جلدی جلدی کافی حلق میں انڈیلی اور کاؤنٹر پر بل دے کر ہوٹل سے باہر نکل آیا۔

نیلی ساڑی والی لڑکی ایک ٹیکسی میں بیٹھ رہی تھی۔

صفدر نے بھی ہاتھ اٹھا کر ایک ٹیکسی روکی اور ڈرائیور کے بغل میں بیٹھتا ہوا بولا۔

"اس آگے والی ٹیکسی کے تعاقب میں چلو۔"

"آپ پولیس میں ہیں صاحب۔" ڈرائیور بولا۔

"تم بہت ہوشیار ہو۔" صفدر اس کی طرف دس دس کے کئی نوٹ بڑھاتا ہوا بولا۔

اگلی ٹیکسی پرنس اسٹریٹ پر مڑ رہی تھی۔

ڈرائیور کافی ہوشیاری سے اگلی کار کا تعاقب کر رہا تھا، فاصلہ بھی اتنا تھا کہ اگلی کار والوں کو شبہ نہ ہو سکے۔

کافی دیر بعد اگلی ٹیکسی ایک بنگلے کے سامنے رکی، لڑکی نے اتر کر ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور بنگلے کے اندر داخل ہو گئی۔

صفدر نے بنگلے سے ایک فرلانگ ادھر ہی اپنی ٹیکسی رکوائی، پھر وہ بنگلے کے سامنے والے ریسٹورنٹ میں داخل ہو گیا، اس نے ایک ایسی میز چنی جہاں سے بنگلے کے دروازے پر اچھی طرح سے نظر رکھ سکتا تھا، اس نے کافی منگوائی اور اس کے ہلکے ہلکے گھونٹ لینے لگا۔

صفدر کو اس ریسٹورنٹ میں تقریباً دو گھنٹے گزر چکے تھے، لیکن لڑکی ابھی تک نہیں دکھائی پڑی تھی۔

صفدر اکتا کر اٹھنے ہی والا تھا کہ وہ لڑکی باہر نکلتی دکھائی دی۔

صفدر بل پہلے ہی ادا کر چکا تھا، وہ یہاں بیٹھے بیٹھے چائے اور کافی کی تین چار کپ پی چکا تھا۔

باہر نکل کر صفدر نے ایک ٹیکسی رکوائی اور لڑکی کے تعاقب میں چل پڑا، وہ پہلے ہی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک جانب روانہ ہو گئی، صفدر نے بنگلے کا نمبر ذہن نشین کر لیا تھا، کچھ دیر بعد لڑکی کی ٹیکسی داراب اختر کی کوٹھی میں داخل ہو گئی۔

صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور کو اپنے فلیٹ کا پتا بتا دیا اور اس نے ٹیکسی صفدر کے فلیٹ کی جانب موڑ دی، فلیٹ پر پہنچ کر اس نے فون ریکارڈر آن کر دیا، یہ ریکارڈر ایکس ٹو کی طرف سے ہر ممبر کو دیے گئے تھے تاکہ ان کی عدم موجودگی میں جو پیغام ہو اس ریکارڈر میں ریکارڈ کرا دیا جاتا تھا۔

ریکارڈر آن ہوتے ہی اس میں سے ایکس ٹو کی آواز ابھری۔

"رپورٹ تم عمران کو اس کے فلیٹ پر جا کر دے سکتے ہو۔" صفدر نے فون ریکارڈر کا سوئچ آف کر دیا، پھر اس نے اپنی کار نکالی اور عمران کے فلیٹ کی طرف روانہ ہو گیا، عمران کے فلیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنی کار روکی اور اتر کر فلیٹ کی کال بیل پر انگلی رکھ دی۔

تھوڑی ہی دیر بعد سلیمان کی جھکی ہوئی صورت دکھائی دی۔

"کیا عمران صاحب اندر موجود ہیں۔" صفدر نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے سلیمان سے پوچھا۔

"جی نہیں صبح صبح کہیں چلے گئے تھے ابھی تک واپس نہیں آئے۔" سلیمان نے منہ پھلا کر کہا۔

"میں انتظار کر لوں گا۔" صفدر نے کہا اور فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

"میں ڈرائنگ روم میں انتظار کر رہا ہوں اگر آ جائیں تو وہیں بھیج دینا۔" صفدر نے کہا اور ڈرائنگ روم کی طرف چل پڑا۔

(۴)

عمران نے اپنے فلیٹ کے سامنے کار روکی اور اتر کر فلیٹ کی کال بیل دبائی، سلیمان نے دروازہ کھولا اور عمران کو دیکھتے ہی بولا۔

"مسٹر صفدر ڈرائنگ روم میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

"کافی پلائی۔"

"ابھی نہیں۔"

"پھر کب پلائے گا۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"جب آپ کہیں گے۔"

"اچھا اچھا کافی لے کر ڈرائنگ روم میں پہنچو۔" عمران نے کہا اور ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر ایک صوفے پر آرام سے آنکھیں بند کیے اونگھ رہا تھا، عمران کی قدموں کی آہٹ پر اس نے آنکھیں کھول دیں، اور عمران کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"کیوں بھائی آج بڑے خوش نظر آ رہے ہو۔" عمران بھی ایک صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "یہاں کیسے آنا ہوا۔"

"ایکس ٹو کی ہدایت تھی کہ میں آپ سے مل کر آپ کو رپورٹ دے دوں۔"

"کون سی رپورٹ۔"

"داراب اختر کی لڑکی کی رپورٹ۔"

"میں نہیں جانتا کہ تم کس دارا ب اختر کی لڑکی کی بات کر رہے ہو، اور اگر رپورٹ کرانا ہے تو پولیس اسٹیشن جاؤ میرے فلیٹ کو تم نے پولیس اسٹیشن سمجھ رکھا ہے کیا۔" عمران بگڑ کر بولا۔

"ارے... ارے یہ آپ..."

"کچھ نہیں بس جاؤ یہاں سے یہ پولیس اسٹیشن نہیں ہے اور نہ ہی میں پولیس اسٹیشن کا انچارج ہوں۔"

"ہائیں... ہائیں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"جاؤ... جاؤ... ابے او سلیمان کہاں مر گیا۔" عمران نے ہانک لگائی۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔" صفدر بوکھلا کر بولا۔ "مجھے ایکس ٹو نے بھیجا ہے کہ آپ کو رپورٹ دے آؤں، ایک گھنٹے سے چائے بھی نصیب نہیں ہوئی۔"

"ارے ہاں یار چائے تو مجھے بھی کافی دیر سے نہیں ملی، ابے او سلیمان خدا تجھے غارت کرے سارے ابھی تک نہیں آیا۔"

صفدر خاموش بیٹھا اس کو گھورتا رہا۔

"ک... کیوں ایسے کیوں گھور رہے ہو۔" عمران گڑبڑا کر بولا۔ اور صفدر کو غور سے دیکھنے لگا اور صفدر اسٹارٹ ہو گیا۔

ساری رپورٹ عمران کے گوش گزار کرنے کے بعد اس نے اس بنگلے کا نمبر بھی بتا دیا جس میں لڑکی کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا تھا، اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا ہو کر عمران کو دیکھنے لگا۔

"بینگن کا بھرتہ کھایا ہے۔" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"آپ نے سنا ہو یا نہ سنا ہو میں نے رپورٹ آپ دے دی اب آپ جانے اور ایکس ٹو۔" صفدر برا سا منہ بنا کر بولا۔

"بینگن میں ٹماٹر کیوں ڈالے جاتے ہیں۔" عمران بولا، پھر حلق پھاڑ کر چیخا۔

"ابے سلیمان کے بچے کہاں مر گیا ابھی تک چائے نہیں آئی۔" عمران چلایا پھر بے بسی سے سر ہلا کر صفدر کو دیکھنے لگا۔

"آ رہا ہوں صاحب۔" سلیمان کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔

"اب اتنی دیر لگائی جاتی ہے۔" عمران غصیلے انداز میں دہاڑا، اور سلیمان کافی کی ٹرے رکھ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا اور بولا۔

"شکر پڑوس سے مانگ کر لایا ہوں۔"

"ک... کیوں۔"

"تو کیا آپ بغیر شکر کی کافی پی لیتے۔"

"تیرے راج میں تو پینا ہی پڑتی۔"

"اب میں اتنا بھی گیا گزرا نہیں ہوں کہ آپ کو بغیر شکر کی کافی پلاؤں۔"

"سلیمان۔"

"جی صاحب۔"

"تو میرا کتنا خیال رکھتا ہے۔"

"وہ تو شکر والی کافی سے ہی ظاہر ہے۔"

"ہاں ہاں تو آج کل کافی سمجھدار ہوتا جا رہا ہے۔"

"کیا پہلے نہیں تھا۔"

"چل بھاگ یہاں سے۔"

سلیمان کمرے سے چلا گیا۔

"خدا اس سلیمان کے بچے سے بچے۔" عمران دروازے کی طرف اشارہ کرتا ہوا کراہا۔

"آپ ہی نے تو ڈھیل دے رکھی ہے ورنہ اس کی کیا مجال کہ چوں بول جائے۔"

"کافی بناؤ یار۔" عمران اکتائے ہوئے لہجے میں صفدر سے بولا، اور صوفے کی پشت گاہ سے ٹیک لگا لی۔

صفدر نے کافی بنا کر ایک پیالی اس کی طرف بڑھا دی، پھر دونوں خاموشی سے کافی پیتے رہے، کافی پی کر صفدر چلا گیا۔

صفدر کے جانے کے بعد عمران بھی اٹھا اور اپنے پرائیویٹ روم میں آ گیا جہاں اس کا ایکس ٹو والا فون رکھا تھا۔

فون اٹھا کر اس نے جولیا کے نمبر ڈائل کیے اور ایکس ٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"جولیا۔"

"یس سر۔"

"چوہان، خاور، اور نعمانی کو فون کر کے کہہ دو کہ بنگلہ نمبر ۳۳۵ کی نگرانی کریں۔"

"جی بہتر ہے۔"

"اس میں رہنے والوں کے بارے میں ساری معلومات چاہیئے۔"

"جی اچھا۔"

"ان سے کہنا کہ اپنی کھوپڑی استعمال کریں۔"

"جی۔"

"رپورٹ تم دانش منزل کے فون نمبر پر مجھے دی سکو گی۔"

"جی بہتر ہے۔"

"اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہہ کر ریسیور کریڈل پر ڈال دیا، اور واپس آ کر ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا، اس کے بعد سلیمان کو آواز دی۔

"کیا بات ہے صاحب۔" سلیمان کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔

"اس وقت میں کیا کرتا ہوں۔" عمران کے چہرے سے سنجیدگی کے آثار رخصت ہو گئے تھے، اب ان کی جگہ حماقت نے لے لی تھی۔

"اس وقت آپ کھانا کھاتے ہیں۔"

"ارے ہاں اس وقت تو میں کھانا کھاتا ہوں اور مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے، سلیمان تو میرا کتنا خیال رکھتا ہے۔"

"جی ہاں میں تو آپ کا خیال رکھتا ہوں لیکن..."

"لیکن کیا۔"

"آپ میرا خیال نہیں رکھتے۔"

"میں تیرا خیال کیسے رکھوں اگر تو کوئی لڑکی وغیرہ ہوتا تو میں ایک بار سوچتا بھی۔"

''صاحب آپ میرا دوسری طرح سے بھی خیال رکھ سکتے ہیں۔'' سلیمان دانت نکال کر چاپلوسی سے بولا۔

''جلدی سے بتا دے کہ میں تیرا دوسری طرح سے خیال کیسے رکھوں۔'' عمران خوش ہوتا ہوا بولا۔

''صاحب۔''

''ہاں کیا بات ہے۔''

''آپ غصہ تو نہیں ہوں گے۔''

''نہیں نہیں اب بتا بھی دے جلدی سے، ورنہ مجھے فرجک ہو جائے گا۔''

''یہ کیا ہوتا ہے صاحب۔''

''کچھ ہوتا ہے، کبھی تو مجھے ہو جاتا ہے۔''

''اچھا تو بتا دوں۔''

''ہاں ہاں۔'' عمران زور زور سے گردن ہلا کر بولا۔

''میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں۔''

''شادی ارے باپ رے۔'' عمران کراہ کر بولا۔

''گگ۔ کیا ہوا صاحب۔'' سلیمان بوکھلا کر بولا۔

''تو شادی کرے گا۔''

''جی صاحب۔''

''ایک بار پھر سے کہہ۔''

''میں شادی کروں گا۔'' سلیمان بولا۔

''بائیں گگ۔ کیا کہہ رہا ہے اگر گل رخ کو پتا چل گیا تو تیرے ساتھ وہ مجھے بھی پھانسی پر چڑھا دے گی۔''

''اس کی ایسی کی تیسی میں دوسری شادی ضرور کروں گا۔''

''آہ۔'' عمران پھر کراہ کر بولا۔ ''تو مجھے گولی ہی مار دے تاکہ میں تیرا سہرا نہ دیکھ سکوں۔''

''آپ کو میری شادی سے کیا تکلیف ہے۔''

''اسے تکلیف ہے تبھی تو کہہ رہا ہوں، اس لئے شادی وادی کا چکر چھوڑ اور یادِ خدا میں لگ جا میری طرح۔'' عمران بزرگانہ انداز میں بولا۔

''لیکن آپ کو کیا تکلیف ہے۔'' سلیمان برا سا منہ بنا کر بولا۔

''بتاؤں۔'' عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

''ہاں بتایئے۔'' سلیمان لہجہ بھی کافی جارحانہ تھا۔

''تو سن مجھے تیرے شادی سے تکلیف اس لئے ہے کہ تو اور گل رخ میرا ایسے ہی غرق کئے رہتے ہو، اگر تیسری آ گئی تو میری تو نیا ہی پار لگ جائے گی۔''

''تو آپ میری شادی نہیں ہونے دیں گے۔''

''قطعی نہیں۔'' عمران نفی میں گردن ہلا کر بولا۔

''تو پھر میں جا رہا ہوں۔''

''کہاں۔''

''باہر۔''

''لیکن کیوں۔''

''اب میں اس لڑکی کو ہی بھگا لاؤں گا جس سے میں نے شادی کا وعدہ کیا ہے۔''

''تو لڑکی بھگا کر لائے گا۔'' عمران دھاڑا۔

''جی ہاں۔'' سلیمان بھی چیخا۔

''اچھا تو بھگا لا۔'' عمران اس کو گھورتا ہوا دھمکی آمیز لہجے میں بولا۔

''آہا تو آپ کی طرف سے اجازت ہے۔''

''ہرگز نہیں۔''

''لیکن ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ بھگا لا۔''

''ہاں ضرور کہا تھا لیکن میں اب اس گھر میں نہیں رہوں گا۔'' عمران بے چارگی سے بولا۔

''لیکن آپ جائیں گے کہاں۔''

''کہیں بھی چلا جاؤں گا لیکن اس گھر میں نہیں رہوں گا۔''

''کوئی تو جگہ ہوگی۔'' سلیمان دیدے نچا کر بولا۔

''باہر جا کر سڑک پر بھیک مانگوں گا آخر تجھے بھی تو خوش رکھنا ہے۔''

''ارے نہیں صاحب اگر ایسی ہی بات ہے تو آپ کر دا لئے شادی میں آپ کو بھیک مانگ کر کھلاؤں گا۔''

''ہرگز نہیں اب تو تیرے شادی ہو کر رہے گی۔'' عمران حتمی لہجے میں بولا۔

''نہیں میں شادی نہیں کروں گا۔''

''تجھے کرنی پڑے گی۔''

''اگر آپ بھیک مانگیں گے تو میں ہرگز شادی نہیں کروں گا۔''

''اچھا ٹھیک ہے، میں بھیک نہیں مانگوں گا، اس لئے تو اب اپنے دل سے شادی کا خیال نکال دے۔''

''نکال دیا۔'' سلیمان فدویانہ انداز میں بولا۔

''کہاں ہے، میں بھی تو دیکھوں۔''

''آپ کو نہیں دکھائی پڑے گا۔''

''کیوں۔''

''بس ایسے ہی۔''

''اچھا یہ بتا کہ کھانے میں کیا پکایا ہے۔''

''وہی پرانی اور آپ کی پسندیدہ ڈش۔''

''یعنی۔ یعنی کہ۔۔۔''

''جی ہاں مسور کی دال۔'' سلیمان اس کی بات کاٹ کر بولا۔

''آہ تو کب تک مجھے مسور کی دال کھلائے گا۔'' عمران کراہ کر بولا۔

''میں جب تک اس گھر میں ہوں تب تک آپ کو مسور کی دال ہی کھانی پڑے گی۔''

''اچھا تو لے آ، تیرا راج ہی سہی۔'' عمران پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا کراہا۔

''ابھی لایا۔'' سلیمان نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں پر کھانے کی ٹرے سنبھالے ہوئے واپس ہوا، ٹرے عمران کے سامنے رکھ دی، اور باہر نکل گیا۔

پھر عمران خاموشی سے کھانا کھاتا رہا، کھانے سے فارغ ہو کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کا رخ اب اس کمرے کی جانب تھا جس میں فون رکھا ہوا تھا۔

ابھی اس نے ریسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ سلیمان کمرے میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کسی کا وزیٹنگ کارڈ دبا ہوا تھا اس نے وزیٹنگ کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

وزیٹنگ کارڈ پر انگلش میں بی زیرو تحریر تھا، اس کے علاوہ اور کوئی تحریر نہیں تھی۔

یہ کارڈ دراصل بلیک زیرو کا تھا۔

''ان کو ڈرائنگ روم میں بیٹھاؤ، میں آرہا ہوں۔'' عمران نے سلیمان سے کہا۔

سلیمان باہر نکل گیا تب عمران بھی ڈرائنگ روم کی جانب چل پڑا۔

ڈرائنگ روم میں اس کو بلیک زیرو نظر آیا۔

''میں فنگر پرنٹ اور وداب اختر کی پوسٹ مارٹم کی رپورٹ لے کر حاضر ہوا ہوں۔'' بلیک زیرو عمران کو کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر بولا۔

''لاؤ۔'' عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس سے خاکی رنگ کا لفافہ لے لیا۔

''اب میں چلوں گا۔''

''ارے اب ایسی بھی کیا جلدی کافی پی کر جاتا۔''

''شکریہ پھر کبھی اس وقت کام بہت ہے۔'' بلیک زیرو نے کہا اور باہر نکل گیا۔

عمران پھر واپس فون والے کمرے میں آیا، وہ کسی کے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

دوسری طرف سے آواز آنے پر بولا۔

''ہیلو کیا میں وداب اختر کی بہن زیبا سے بات کر سکتا ہوں۔''

''ہولڈ آن کیجئے۔'' دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا، پھر کچھ دیر بعد دوسری طرف سے آواز سن کر بولا۔

''ہیلو زیبا خانم میں عمران بول رہا ہوں۔''

''او مسٹر عمران کہئے کیسے یاد کیا۔''

''کیا آپ مجھ سے ہوٹل ہی میر نو میں مل سکتی ہیں، کل رات ساڑھے نو بجے۔''

''ضرور ملوں گی۔'' دوسری طرف سے آواز آئی۔

''شکریہ۔'' کہہ کر عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

(۵)

دوسرے روز عمران کو جولیا سے بنگلہ نمبر ۳۳۵ کے متعلق ساری رپورٹیں مل گئیں۔

رپورٹ کے مطابق، سائرہ جس بنگلے میں داخل ہوئی تھی وہ بنگلہ کسی ڈاکٹر شہریار کی ملکیت تھا، بنگلے میں وہ اپنی بیٹی سعیدہ کے ساتھ تنہا رہتا تھا سعیدہ کی حرکتیں کچھ مشکوک سی تھیں، خاور کی رپورٹ کے مطابق وہ ہوٹل ہی میر نو کے کمرہ نمبر ۲۰۳ میں مشہور بدمعاش دلاور سے ملی تھی، مقصد جو بھی رہا ہو، بہر حال پتہ نہیں چل سکا تھا۔

عمران نے فون کا ریسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کرنے لگا، فون ایکس ٹو والا ہی تھا۔

''جولیا اسپیکنگ۔''

''ایکس ٹو۔'' عمران ایکس ٹو کی آواز میں بولا، اور جولیا اٹینشن ہو گئی۔

''یس۔ یس سر۔''

''ڈاکٹر شہریار کی کوٹھی کی نگرانی کون کون کر رہا ہے۔''

''خاور، نعمانی اور چوہان۔''

''تنویر کو بھی لگا دو۔''

''او کے سر۔''

''اور کچھ پوچھنا ہے۔''

''جناب۔''

''ہاں کہو۔''

''تنویر کافی تکلیف دہ ہوتا جا رہا ہے۔''

''کیا مطلب۔''

''آئے دن مجھے فون پر بور کیا کرتا ہے۔''

''کیا کہتا ہے۔''

''اپنے عشق کا اظہار۔''

''کرنے دو۔'' ایکس ٹو کی ہلکی سی ہنسی کی آواز آئی۔

''میں کسی دن جوتی اتار کر سرِ بازار پٹائی شروع کر دوں گی۔''

''ہرگز نہیں تم ایسا نہیں کرو گی، میں خود دیکھوں گا کہ وہ کتنا سرکش ہے۔''

''شکریہ جناب، وہ حد سے زیادہ بور کرتا ہے۔''

''رپورٹ تم عمران کو دے سکتی ہو۔''

''ٹھیک ہے جناب۔'' جولیا مردہ سی آواز میں بولی۔

''اوور اینڈ آل۔'' عمران نے کہہ کر ریسیور کریڈل پر ڈال کر باہر نکل آیا۔

باہر آ کر اس نے اپنی ٹو سیٹر نکالی اب اس کا رخ ہوٹل ہی میر نو کی جانب تھا۔

ہوٹل پہنچ کر اس نے اپنی کار پارکنگ شیڈ میں کھڑی کی اور خود ہوٹل میں داخل ہو گیا، چاروں طرف نظریں ڈالنے کے بعد اس کو وہ میز نظر آ ہی گئی جس پر وداب اختر کی بہن زیبا خانم بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

''مجھے آنے میں دیر تو نہیں ہوئی۔'' عمران کرسی گھسیٹ کر بیٹھتا ہوا مسکرا کر بولا۔

''جی نہیں آپ بالکل صحیح وقت پر آئے ہیں، ویسے آپ نے فون پر یہ نہیں بتایا تھا کہ آپ مجھ غریب کو کیوں یاد کیا ہے۔''

''میں نے یاد کیا ہے۔''

''جی نہیں میں نے تو بالکل نہیں یاد کیا۔''

''کیا کہہ رہے ہیں آپ۔''

''جی ہاں میں کیوں یاد کروں گا، بچپن میں مجھ سے سبق تو یاد نہیں ہوتا تھا، کوئی عورت بھلا مجھ کو کیسے یاد رہ سکتی ہے۔''

"زیبا خانم کے ہونٹوں پر خفیف سے مسکراہٹ نمودار ہوئی پھر وہ بولی۔"

"میرا مطلب تھا کہ آپ نے مجھ کو فون کر کے بلایا تھا۔"

"اوہ خوب یاد دلایا، میں تو بھول ہی گیا تھا دراصل مجھے بھول جانے کا مرض ہے، آپ کچھ خیال نہ کیجئے گا۔"

"اچھا میں نے کچھ خیال نہیں کیا اب آپ یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں کہ آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے۔"

"میں آپ سے اپنے کچھ سوالات کے جوابات چاہتا ہوں۔"

"کیا سوالات ہیں۔"

"یہی کہ داراب اختر صاحب کے قتل سے ایک دو دن قبل ان سے کوئی ملنے بھی آیا تھا۔"

"جی ہاں کئی لوگ تھے جن میں سے ایک کو میں فوراً ہی پہچان گئی تھی۔"

"وہ کون تھا اور آپ اس کو کس وجہ سے فوراً پہچان گئیں تھیں۔"

"اس کا نام ڈاکٹر شہریار ہے، اور اس کو میں فوراً اس لئے پہچان گئی تھی کہ ایک دن بھائی صاحب نے اس کو گھر سے کافی ذلیل کر کے نکالا تھا اور وہ بھائی صاحب کو دھمکیاں دیتا ہوا رخصت ہو گیا تھا۔"

"یہ بات اس سانحہ سے کتنے دن پہلے کی ہے۔"

"یہی کوئی ایک ہفتہ قبل کی بات ہے۔"

"کیا وہ اس کے بعد بھی کوٹھی میں دکھائی دیا تھا۔"

"جی ہاں۔"

"کب اور کس دن۔"

"شاید قتل سے ایک دن قبل۔"

"کیا اس نے اس روز بھی آپ کے بھائی صاحب کو دھمکیاں دی تھیں۔"

"جی نہیں اس دن تو بھائی صاحب بڑے اچھے موڈ میں تھے اور اس کو براہ راست خود چھوڑنے گیٹ تک آئے تھے۔"

"اس لڑائی کے بعد جب ڈاکٹر شہریار دوبارہ آپ کے بھائی صاحب سے ملنے آیا تھا تو آپ نے ان دونوں کی باتیں سننے کی کوشش تو ضرور کی ہوگی۔" عمران نے ہوائی چھوڑی۔ زیبا خانم کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا لیکن وہ سنبھل گئی، پھر عمران کی بات کی نفی کرتی ہوئی بولی۔

"یہ آپ بالکل غلط کہہ رہے ہیں۔" لہجہ بالکل کھوکھلا تھا۔

"یہی بات بتا دیجئے ورنہ میں آپ لوگوں کی کوئی مدد نہ کر سکوں گا۔" وہ پہلے تو کچھ جھجکی لیکن پھر بتاتی چلی گئی۔

"جی ہاں میں نے ان دونوں کی باتیں سننے کی کوشش کی تھی۔"

"ان دونوں کے درمیان کیا باتیں ہوئی تھیں۔"

"ڈاکٹر شہریار بھائی صاحب سے کچھ طلب کر رہے تھے اور بھائی صاحب دینے سے مسلسل انکار کر رہے تھے، اس کے بعد ڈاکٹر شہریار اٹھ کر چلے گئے تھے، میں ان کی پوری باتیں نہیں سن سکی تھی۔"

"کیوں۔"

"ایک نوکر ادھر آ نکلا تھا جس طرف میں کھڑی ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی، مجبوراً مجھے وہاں سے ہٹنا پڑا تھا۔"

"کیا آپ اندازہ لگا کر بتا سکتی ہیں کہ ڈاکٹر شہریار آپ کے بھائی صاحب سے کون سی چیز طلب کر رہا تھا۔"

"میں بھلا کیا بتا سکتی ہوں۔"

"خیر جانے دیجئے یہ بتائیے کہ آپ کافی پئیں گی یا چائے، یا پھر جو آپ پسند فرمائیں۔"

"کافی ہی ٹھیک رہے گی۔"

"ہاں میرے خیال سے کافی ہی مناسب رہے گی۔" عمران نے کہا اور ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا، کافی خاموشی سے پی گئی تھی عمران نے زیبا خانم کو رخصت کر دیا اس کے جانے کے بعد خود بھی اٹھا اور ہوٹل سے باہر آ گیا، پارکنگ شیڈ سے اپنی ٹوسیٹر نکالی اور گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔

(۶)

ڈاکٹر شہریار نے اپنی کار نکالی اور ایک جانب چل پڑا اس کا رخ مشہور بدمعاش دلاور کے فلیٹ کی جانب تھا، اس کے تعاقب میں خاور اور تنویر کی کار تھی جب کہ چوہان اور صدیقی اس کے بنگلے کی بدستور نگرانی کر رہے تھے، ان کو نگرانی کرتے ہوئے کافی دیر گزر چکی تھی، ڈاکٹر کی کار دلاور کے فلیٹ کے کمپاؤنڈ میں جا کر رکی اور ڈاکٹر اس سے اتر کر دلاور کے فلیٹ میں چلا گیا، خاور نے بھی اپنی کار روکی اور بونٹ اٹھا کر انجن پر جھک پڑا پھر سر اٹھا کر اس کو پر تشویش نظروں سے دیکھنے لگا انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے کار میں کچھ نہ سمجھ میں آنے والی گڑبڑی ہو گئی ہو، یہ تو صرف وہاں رکے رہنے کا بہانہ تھا حقیقتاً کار میں کچھ بھی نہیں ہوا تھا، اس طرح کی ایکشن کے لئے وہ لوگ ہمیشہ تیار رہتے تھے۔

کچھ دیر بعد وہ پھر کار میں آ کر بیٹھ گیا، بونٹ بدستور کھلا ہوا تھا۔

کافی دیر تک وہ کار میں بیٹھا رہا۔

انھیں دلاور کے فلیٹ کی نگرانی کرتے ہوئے اندازاً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

پھر کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ڈاکٹر شہریار کی کار دلاور کے فلیٹ سے برآمد ہوئی، اور ایک طرف روانہ ہو گئی۔

اس کا تعاقب دوبارہ شروع ہو چکا تھا، اس مرتبہ تنویر کار ڈرائیو کر رہا تھا، وہ خاور سے کافی بحث و مباحثہ کے بعد کار ڈرائیو کرنے پر رضامند ہوا تھا، وہ کافی جھلایا ہوا سا لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر شہریار کی کار واپس اپنے بنگلے پر آ گئی۔

تنویر نے بھی کار روکی اور اتر گیا، اس کے بعد خاور سے مخاطب ہوا۔

"کیا تم واپس جاؤ گے۔"

"ہاں واپس جا کر جولیا کو کسی قریبی پبلک کال آفس سے فون کر کے رپورٹ دوں گا۔"

"یہی کرتے کرتے زندگی گزر جائے گی۔"

"کیا مطلب۔"

مطلب یہ پیارے کہ ایکس ٹو اپنی آپ کو سمجھتا کیا ہے، ایک عورت کا ماتحت بنا کر رکھ دیا ہے کیا وہ براہ راست حکم نہیں دے سکتا اور رپورٹ نہیں لے سکتا۔"

"کیا بکواس لگا رکھی ہے۔" خاور جھلا کر بولا۔
"سب اسے بکواس ہی کہتے ہیں۔"
"اچھا اب میں چلوں گا۔ ایک کام تو کرنا ہی پڑے گا۔"
"ایک عورت کے لئے۔"
"یہ آج تمہارے ذہن پر جولیا نے کیوں حملہ کر دیا ہے، کیا کوئی پرانی دشمنی نکال رہے ہو۔"
"مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں کسی عورت کی ماتحتی میں کام کروں۔"
"کیا تم یہ بات ایکس ٹو سے نہیں کہہ سکتے۔"
تنویر اس کو صرف گھور کر رہ گیا، کچھ بولا نہیں۔
"حالانکہ جولیا کے عاشقوں میں تم پیش پیش رہے ہو۔" خاور بولا، اس نے کار کا انجن بند کر دیا تھا اور اب وہ تنویر کی باتیں سننا چاہتا تھا۔
"بکواس نہ کرو۔ تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں جولیا کے عاشقوں میں ہوں۔"
"عمران نہ ہوتا تو واقعی وہ تمہاری پرسنالٹی پر عاشق ہو جاتی۔"
"تم عمران کو کیا سمجھتے ہو۔" تنویر بولا۔
"ساری گڑبڑ ہی تو اسی نے پھیلائی ہے۔ وہ عمران کے لئے دن میں بھی آہیں بھرتی ہے۔"
"وہ بہت بڑا مسور آدمی ہے۔"
"کہ کسی کے جذبات کی قدر نہیں کرتا۔" خاور نے ٹکڑا لگایا۔
"تم کس کے جذبات کی بات کر رہے ہو۔"
"تم کیا سمجھتے ہو۔"
"جولیا۔"
"ہاں ٹھیک کہا، اگر میرا بس چلے تو اسے کاٹ کر گٹر میں بہا دوں۔"
"جولیا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔"
"کیا بکتے ہو۔" تنویر دھاڑا۔
"ابھی تو تم جولیا کی ایسی تیسی کر رہے تھے، اب عمران کو لے بیٹھے۔"
"وہ ہے ہی کمینہ۔"
"ایکس ٹو کو بھی چٹکیوں میں اڑا دیتا ہے، تم کس کھیت کی مولی ہو۔"
"اچھا۔ تمہارے جیسے اس کے فین ہوں گے مجھے جس دن ٹکرے گا تو پچھتائے گا۔"
"تمہاری کھری کھوٹی باتیں اگر جولیا سن لے تو تم ضرور کافی عرصہ تک پچھتاتے رہو گے۔" خاور منہ بگاڑ کر بولا۔
"پھر جولیا، کیا تم سمجھتے ہو میں جولیا سے عشق کرتا ہوں جو مجھے اس کے ناراض ہو جانے کی فکر ہو گی۔"
"اگر راہ میں عمران نہ ہوتا تو تم اس پر ضرور عاشق ہو جاتے۔" خاور نے چوٹ کی۔
"بکواس بند میں جا رہا ہوں۔" تنویر نے کہا اور اس طرف چلا گیا جہاں اس کے دوسرے ساتھی ڈاکٹر کے بنگلے کی نگرانی کر رہے تھے۔
خاور نے انجن اسٹارٹ کیا اور پھر چل پڑا، کچھ ہی دوری طے کرنے کے بعد اس کو ایک ٹیلی فون بوتھ نظر آیا اس نے اپنی کار روکی اور اتر کر اندر داخل ہو گیا۔
ریسیور اٹھا کر اس نے جولیا کے نمبر ڈائل کئے پھر دوسری جانب سے جولیا کی آواز سن کر بولا۔
"رپورٹ۔"
"ہاں کہو۔"
میں نے ڈاکٹر شہریار کا تعاقب کیا تھا وہ ولاور کے فلیٹ تک گیا تھا واپسی تقریباً ایک گھنٹے کے بعد ہوئی تھی۔"
"واپسی پر بھی وہ کہیں گیا تھا یا نہیں۔" دوسری جانب سے جولیا کی آواز آئی۔
"نہیں سیدھا اپنے گھر گیا تھا۔"
"کوئی اور خاص بات۔"
"نہیں بس اتنا ہی۔"
"اچھا ٹھیک ہے، رپورٹ دیتے رہنا۔"
"موقع ملتے ہی دوبارہ رپورٹ دوں گا۔" خاور نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔
باہر نکل کر اس نے کار اسٹارٹ کی اور اس طرف روانہ ہو گیا جس طرف ڈاکٹر شہریار کی کوٹھی تھی۔

(۷)

جولیا نے ایک طویل انگڑائی لی اور اپنا بستر چھوڑ دیا، اس نے لیٹے ہی لیٹے خاور کی رپورٹ وصول کی تھی۔
بستر چھوڑنے کے بعد وہ سیدھے کچن میں جا گھسی کافی کی طلب بہت دیر سے محسوس کر رہی تھی، کافی کے ساتھ اس نے سینڈوچ بھی تیار کئے، اس کے بعد کافی اور سینڈوچ کی ٹرے اٹھائے ہوئے ڈرائنگ روم میں آئی پھر میز پر بیٹھ کر کافی اور سینڈوچ سے شغل کرنے لگی۔
کافی وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد اس نے وارڈ روب سے کپڑے نکالے اور ان کو لے کر واش روم میں گھس گئی لباس تبدیل کرنے کے بعد اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔
"ہیلو کون بول رہا ہے۔" دوسری جانب سے سلیمان کی آواز آئی۔
"میں جولیا بول رہی ہوں۔"
"ہاں بولئے کیا بات ہے۔"
"کیا عمران گھر پر ہے۔"
"جی ہاں۔"
"کیا کر رہا ہے۔" جولیا غیر ارادی طور پر پوچھ بیٹھی۔
"کھانا پکا رہے ہیں۔"
"کیا مطلب۔"
"مطلب یہ کہ آج سے صاحب نے کھانا پکانے کی پریکٹس شروع کر دی ہے۔"
"کیوں۔"
"کہتے ہیں کہ تیری شادی ہو جانے کی صورت میں، میں تیرا باورچی بن جاؤں گا، تجھے

اور تیری بیگم کو روز نئی نئی ڈشیں کھلایا کروں گا تو نے تو مجھے مسور کی دال کھلا کھلا کر دبلا کر دیا ہے۔"

"کیا بکواس کر رہا ہے۔"

"میں بکواس نہیں کر رہا ہوں آپ کو اگر یقین نہ ہو تو آپ خود آ کر دیکھ لیجئے۔"

"کیا واقعی عمران کھانا پکانا سیکھ رہا ہے۔"

"میں آپ سے مذاق کیوں کرنے لگا۔"

"اچھا تو میں آ رہی ہوں۔"

"آپ ہی آ کر انہیں سمجھایئے میں تو سمجھا سمجھا کر تھک چکا ہوں۔"

"کھانا پکانا سیکھنے کا بھوت کیسے سوار ہو گیا۔"

"بس ایک بار غلطی سے منہ سے نکل گیا کہ میں شادی کرنا چاہتا ہوں، پہلے تو خوب گرجے برسے، جب میں نے انکار کر دیا کہ میں شادی نہیں کروں گا تو میرے سر ہو گئے کہ تجھے شادی کرنی پڑے گی میں نے بہت سمجھایا لیکن نہیں مانے، کہتے ہیں کہ تجھے کمانے کی بھی ضرورت نہیں ہے، میں تجھے بھیک مانگ کر کھلاؤں گا تم بس بستر پر پڑے پڑے عیش کیا کرنا۔"

"ہوں تو یہ بات ہے۔"

"جی ہاں بڑی مصیبت میں جان ہے، سارا باورچی خانہ الٹ کر رکھ دیا ہے، کچھ کہو تو کہتے ہیں کہ ابھی نیا نیا ہوں دھیرے دھیرے سب سیکھ جاؤں گا، تجھے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اس وقت کون سی ڈش تیار ہو رہی ہے۔"

"مسلم مرغی پکانا سیکھ رہے ہیں۔"

"ارے نہیں۔"

"جی ہاں خود ہی بازار سے خرید کر بھی لائے ہیں۔"

"کتنی دیر سے ڈش تیار ہو رہی ہے۔"

"ایک گھنٹہ گزر چکا ہے۔"

"کیا کوئی اور ڈش بھی تیار کریں گے۔"

"جی ہاں کہہ رہے تھے کہ اس کے بعد بریانی بناؤں گا۔"

"یہ کیا چیز ہوتی ہے۔"

"ہوتی ہو گی کچھ، میری تو جان آفت میں آ گئی ہے۔"

"مجھے بھی تو بتاؤ شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں۔"

"چاول میں گوشت ڈال کر تیار کی جاتی ہے۔"

"کیا کافی لذیذ ہوتی ہے۔"

"جی ہاں کہہ رہے تھے کہ ایک سال سے بریانی کی شکل بھی نہیں دیکھی، تیرے طفیل میں بھی کھاؤں گا، زبان کا ذائقہ بدل جائے گا، مسور کی دال کھلا کھلا کر تو نے تو میرا ذائقہ ہی چوپٹ کر دیا ہے۔"

"تو کیا تم اس کو روز روز مسور کی دال ہی کھلاتے ہو۔"

"اس میں میری کیا غلطی ہے خود ہی تو کہتے ہیں کہ دال سبزیاں زیادہ کھایا کر کچھ کچھ تو اپنی دادی اماں کا قول سنانے بیٹھ جاتے ہیں، مجھے مسور کی دال پسند ہے اس لئے وہی پکا لیتا ہوں، کھانا پکانے سے پہلے کہہ رہے تھے کہ اب میں تجھے روز مرغ کی بریانی کھلایا کروں گا۔"

"تو کیا تم کو بریانی پسند نہیں ہے۔"

"پسند تو ہے لیکن کافی جھنجٹ کرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر تیار ہوتی ہے، اس لئے جب بھی کھانے کا موڈ ہوتا ہے ہوٹل کا رخ کرتا ہوں۔"

"کیا وہ بھیک مانگ کر کھلائے گا۔"

"جی ہاں کہہ تو یہی رہے تھے، مجھ سے تو ہرگز نہ ہضم ہو سکے گا بھیک کا پیسہ۔"

"عمران کی جیب سے لمبی لمبی رقمیں صاف کرتے رہتے ہو وہ پیسے تم کو ہضم ہو جاتے ہیں۔" جولیا طنزیہ انداز میں بولی۔

"اس کی بات دوسری ہے، وہ بھیک میں نہ جانے کیا کیا مانگ لائیں۔"

"تو اصل مسئلہ بھیک کے پیسے کھانے کا نہیں بلکہ بھیک میں ملنے والی دوسری الا بلا قسم کی چیزوں کا ہے۔"

"جی ہاں کہہ رہے تھے کہ بھیک میں ملنے والی ساری کی ساری چیزیں تجھے ہی زہر مار کرنی پڑیں گی، میں باز آیا ایسی الا بلا قسم کی چیزیں کھانے سے۔" سلیمان روہانسا ہو کر بولا۔

"جو کیا ہے اس کو بھگتو بھی۔"

"خدا مجھ کو معاف کرے صاحب نے میرا تو بیڑا ہی غرق کر دیا ہے۔" دوسری طرف سے سلیمان کی روتی آواز آئی۔

"میں آ رہی ہوں۔" جولیا نے کہا اور ریسیور رکھ کر باہر نکل آئی فلیٹ کو مقفل کیا، گیراج سے کار نکالی اور عمران کے فلیٹ کے جانب روانہ ہو گئی، فلیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے اپنی کار روکی اور اتر کر عمران کے فلیٹ میں داخل ہو گئی، سلیمان نے دروازہ پہلے ہی کھول رکھا تھا، اندر قدم رکھتے ہی اس عمران کی ہانک سنائی دی وہ سلیمان کو پکار کر کہہ رہا تھا۔

"ابے او سلیمان کے بچے ابے حرام خور نمک کا ڈبہ کہاں رکھ گیا ہے، کمبخت نے سارا سامان ادھر ادھر کر کے رکھ دیا۔"

"آ رہا ہوں صاحب۔" سلیمان کچن کی جانب لپکتا ہوا بولا۔

"ابے نمک کہاں ہے۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"صاحب نمک تو دو دن سے گھر میں نہیں ہے۔"

"ہائیں دو دن سے گھر میں نہیں ہے، ابے تو کیا تو مجھے ابھی تک پھیکی ہی دال کھلاتا رہا ہے۔"

"نہیں صاحب یہ تو اپنی پڑوسن کا کرم ہے جو وقت بے وقت میرے اوپر رحم کیا کرتی ہے۔"

"کیسا رحم۔" عمران دھاڑا۔

"جب بھی گھر میں کچھ کم ہوتا ہے اسی جا کر مانگ لیتا ہوں۔"

تبھی جولیا کمرے میں داخل ہوئی۔

"تو پھر جا کر مانگ لا۔"

"اب نہیں جاؤں گا۔"

"کیوں نہیں جائے گا۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"اس دن کہہ رہی تھی کہ تمہارے صاحب مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔"

"ہائیں اب یہ تو کیا مجھے پھنسوائے گا۔" عمران کراہ کر بولا، اور جولیا دوسری جانب منہ پھیر کر مسکرا دی۔

"اے تم کیوں مسکراتی ہو۔" عمران عورتوں کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر بولا۔

"کیا تمہاری پڑوسن کافی خوبصورت ہے۔" جولیا نے اس کو چھیڑا۔

"ایں... ہائیں... تت... تم بھی سلیمان کے ساتھ ملی ہو کیا۔"

"نہیں تو میں تو صرف تم کو رپورٹ دینے آئی ہوں۔"

"کک... کیسی رپورٹ۔"

"تم نے اگر اپنی پڑوسن سے عشق نہیں شروع کیا تو تمہاری رپورٹ پولیس میں کر دوں گی۔" جولیا جھلا کر بولی۔

"ارے نہیں پیاری ایسا نہیں کرنا ورنہ میں تو بے موت مارا جاؤں گا، اگر کہو تو تم سے ہی عشق لڑانا شروع کر دوں۔"

"شٹ اپ۔" جولیا دھاڑی، اور سلیمان کھی کھی کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

"یہ تم نے کیا بے ہودگی پھیلا رکھی ہے۔" جولیا چیخی۔

"یہ میرا گھر یہاں میں جو کچھ چاہوں گا کروں گا۔" عمران عورتوں کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر بولا۔

"چلو ڈرائنگ روم میں چلو۔" جولیا اس کا بازو پکڑ کر ڈرائنگ روم کی جانب کھینچتی ہوئی بولی۔

"چل رہا ہوں پہلے بازو تو چھوڑو۔" عمران اس کی گرفت سے اپنا بازو آزاد کراتا ہوا مردہ سی آواز میں بولا۔

پھر وہ دونوں ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔

"ایکس ٹو نے کہا تھا کہ میں تم کو رپورٹ دے دوں۔" جولیا ایک صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

"کیسی رپورٹ۔"

"ڈاکٹر شہریار کے متعلق۔"

"میں جا رہا ہوں، مجھے ابھی کافی کام کرنے ہیں، ابھی تک پہلی ڈش ہی نہیں تیار ہو سکی ہے، بریانی بھی پکانی ہے، ورنہ وہ سلیمان کا بچہ میرا جینا محال کر دے گا۔" عمران صوفے سے اٹھتا ہوا بولا۔

"بیٹھو۔" جولیا اس کا ہاتھ پکڑ کر دوبارہ صوفے پر بیٹھاتی ہوئی بولی۔

"لو بیٹھ گیا، اب تم مجھ سے یہ بیویوں والا سلوک کیوں کرتی ہو۔" عمران دھم سے صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا، اور جولیا جھینپ کر دوسری جانب دیکھنے لگی پھر گویا ہوئی۔

"رپورٹ سن لو اس کے بعد جو تمہاری سمجھ میں آئے وہ کرنا۔"

"سناؤ رپورٹ، یہ تمہارا چوہا مجھے کبھی چین نہیں لینے دیتا، جہاں فرصت کے لمحات نصیب ہوئے کوئی نہ کوئی کیس میری دم میں باندھ کر خود عیش کرنے لگتا ہے۔"

"یہ تمہارا اور ایکس ٹو کا مسئلہ ہے میں کیا جانوں۔"

"نہیں اپنے چوہے کو سمجھا لو ورنہ میں کسی دن اس کا ٹھوبڑا آباد کر دوں گا۔" عمران غصیلے انداز میں بولا۔

"اور دوسرے ہی دن کسی کچرے کی پیٹی میں پڑے نظر آؤ گے۔" جولیا طنزیہ انداز میں بولی۔

"اس کے فرشتے بھی میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتے۔"

فرشتے تو ہرگز نہیں کریں گے لیکن وہ ضرور تمہاری حلیہ بگاڑ دے گا۔" جولیا نے عمران کا مضحکہ اڑایا، پھر جلدی سے بات بدلتی ہوئی بولی۔

"رپورٹ سنو۔" جولیا نے کہا پھر اس کو خاور کی دی ہوئی رپورٹ سنانے بعد بولی۔

"یہ کیا قصہ ہے۔"

"یہ قصہ ہزار داستان ہے، جو ہر ایک کے پلے نہیں پڑتی۔"

جولیا نے برا سا منہ بنایا، پھر بولی۔

"کیا چائے کے لئے بھی نہ پوچھو گے۔"

"مجھے ہی بنانی پڑے گی، اس لئے ہرگز نہ پوچھوں گا، صبح سے مرغ پکاتے پکاتے کمر ٹیڑھی ہو گئی ہے، خدا سمجھے اس سلیمان کے بچے سے پورا باورچی ہی بنا کر چھوڑے گا کمبخت۔"

"یہ کیا الغویت پھیلا رکھی ہے تم دونوں نے۔"

"سلیمان کو سمجھاؤ کمبخت کہتا ہے کہ میری دوسری شادی کراؤ ورنہ میں آپ کی شادی کرا دوں گا، مجبوراً مجھے اس کی شادی کے لئے ہاں کرنا پڑی ہے، اب کہتا ہے کیا میں دولہا بن کر کھانا پکاؤں گا، اس لئے آج ہی سے مجھے کھانا پکانے کی ٹریننگ دینا شروع کر دی ہے۔"

"لیکن وہ تو کہہ رہا تھا کہ اس نے شادی سے انکار کر دیا ہے پھر بھی تم اس کے پیچھے پڑے ہو کہ اس کو شادی کرنا پڑے گی۔"

"ہائیں یہ کیا کہہ رہی ہو تم کیا سلیمان نے تم سے یہ بات کی ہے۔"

"میں جھوٹ کیوں بولنے لگی۔"

ابھی میں خبر لیتا ہوں اس کی۔" عمران غصیلے انداز میں بولا۔

"میرے سامنے کوئی الغویت نہ پھیلانا۔" جولیا دھمکی آمیز انداز میں بولی۔

"بہت اچھا۔" عمران سعادت مندانہ انداز میں بولا۔"

"چائے۔" جولیا بولی۔

"مجھے ہی بنانی پڑے گی۔" عمران کمر پر ہاتھ رکھ کر کراہ کر اٹھتا ہوا بولا، انداز بالکل کسی ستم رسیدہ بیوہ کا تھا، جو دن بھر کے کام سے تھک کر لیٹ گئی ہو لیکن دوبارہ کسی مجبوری کے تحت اٹھنا پڑا ہو۔

"چلو میں بھی کچن میں چلتی ہوں تمہاری مدد کروں گی۔" جولیا اٹھتی ہوئی بولی۔

"کیا بریانی پکانے میں میری مدد کرو گی، اگر ایسا کر سکو تو تمہاری بڑی مہربانی ہو گی، خدا تم کو ہمیشہ خوش رکھے درجن بھر بچوں کی ماں بنائے۔" عمران نے کسی بڑی بوڑھی کے سے

انداز میں اس کو دعا دی، اور جولیا دانت پیس کر رہ گئی۔

"کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا میں صرف چائے بنانے میں تمہاری مدد کروں گی بس۔"

"نہیں ایسا مت کرنا ورنہ یہ سلیمان کا بچہ مجھ سے بریانی پکوا تا رہے گا اور میں ادھ مرا ہو جاؤں گا۔"

"اس کی دوسری شادی کیوں نہیں کرا دیتے۔"

"شادی کے ہی چکر میں تو برباد ہوا جا رہا ہوں، اگر ایک شادی اور کرا دی تو کہے گا کہ ایک اور کراؤ، ابھی سے کہنے لگا ہے کہ اسلام میں چار شادیوں کا رواج ہے، اگر کرا بھی دی تو گھر کا مرغ میرا ہی احترام کرے گی۔" عمران معصومیت سے بولا۔

"تو پھر تم ہی کروا لو شادی۔" جولیا مسکرا کر بولی۔

"مم..میں شادی میری شکل ہی دیکھ کر لڑکیاں برا سا منہ بناتی ہیں، شادی کون کرے گا۔" عمران مغموم لہجے میں بولا۔

"وہ اینگلو برمیز لڑکی، جس کا نام روشی ہے کیا وہ بھی تم سے شادی کے لئے راضی نہ ہوگی۔" جولیا طنزیہ انداز میں بولی پھر اسٹو و پر چائے کے لئے پانی رکھنے لگی۔

"وہ تو میری صورت سے ہی الرجک ہے، کہتی ہے کہ تمہاری شکل کسی طوطے سے مشابہ ہے، اور میں طوطے کی مشابہت والا شوہر ہرگز نہیں برداشت کر سکتی۔"

"تو کوئی اور لڑکی دیکھو۔"

"لیکن وہ بھی تو مجھے دیکھے تب تو بات بن سکتی ہے، ویسے تم مجھے کافی دیر سے دیکھ رہی ہو۔" عمران اس کی طرف شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا، اور جولیا اس پر دانت پیسنے لگی پھر بولی۔

"بکواس نہ کرو ورنہ تھپڑ مار دوں گی۔"

"کسی خوبصورت سی لڑکی کے ہاتھ سے تھپڑ کھانے کی تمنا کافی دن سے ہے، لیکن آج تک کوئی لڑکی یہ اعزاز حاصل نہ کر سکی۔" عمران مسخرانہ انداز میں بولا۔

"شٹ اپ۔" جولیا نے جھلا کر ہاتھ گھما دیا، جس کا نشانہ یقیناً عمران کا گال ہی تھا، لیکن عمران کے گال کو اتنی آسانی سے نشانہ بنا لینا کوئی آسان کام نہیں تھا، عمران اس کے ہاتھ گھماتے ہی ایک جانب پھرتی سے سرک گیا اور جولیا کا ہاتھ ڈشیں رکھنے والے اسٹینڈ سے ٹکرایا کانچ کی ڈشیں چھنچھناتی ہوئی فرش پر گر کر چکنا چور ہو گئیں، عمران وہاں سے بھاگا، جولیا بھی جھلاتی عمران کے تعاقب میں لپکی لیکن عمران چھلاوہ کی طرح یہ جا وہ جا نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

جولیا تلملاتی ہوئی کچن سے باہر نکل آئی تبھی اس کی مڈ بھیڑ سلیمان سے ہو گئی، جو شاید ڈشوں کے گر کر ٹوٹنے کی آواز سن کر کچن ہی کی جانب آ رہا تھا۔

"کہاں ہے وہ ذلیل۔"

"وہ اپنے کمرے کی جانب دوڑتے ہوئے گئے ہیں، آخر بات کیا ہے۔"

"کچھ نہیں میں آج اس سے اچھی طرح سمجھوں گی۔"

"یا اللہ صاحب کے حال پر رحم کرنا۔" سلیمان آسمان کی جانب دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیہ انداز میں گڑگڑایا، خیر تو یہ ہوئی کہ جولیا نے اس کی اس بات پر دھیان نہیں دیا ورنہ عمران کی جگہ سلیمان کی آفت آ جاتی۔

پھر جولیا جیسے ہی عمران کے کمرے میں داخل ہوئی اس کی نظر عمران پر پڑی جو مرغ بنا ہوا مرغ کی بولی بول رہا تھا، جولیا باوجود جھلاہٹ اور غصے کے بھی ہنس پڑی، پھر جھلاہٹ آمیز لہجے میں بولی۔

"یہ کیا لغویت پھیلا رکھی ہے تم نے۔"

"اب تو ہاگڑ بلے کی بولی بھی بولنا پڑے گی۔" عمران بدستور مرغ بنا ہوا بولا۔

"سیدھے ہو کر بیٹھو۔"

"کاٹو گی تو نہیں۔"

"ہرگز نہیں۔"

"مرغ کی بولی سناؤں۔"

"دو چار سینڈل اگر پڑ جائیں تو ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔"

"وہ تو پہلے ہی سے ٹھکانے پر ہے۔" عمران نے اپنی گدی کی جانب اشارہ کیا پھر سیدھا ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اگر عقل ہوتی تو یوں کیوں مرغ کی بولی بولتے۔"

"ہمت افزائی کا شکریہ۔" عمران بولا۔

"جا کر چائے لے کر آؤ۔"

"ابھی لایا جناب عالی۔" عمران اٹھ کر چلا گیا، جولیا بیٹھی طرح طرح کے منہ بنانے لگی۔

کچھ ہی دیر بعد عمران چائے کی ٹرے سنبھالے ہوئے کمرے میں داخل ہوا پھر اس نے کافی کی ٹرے میز پر رکھ دی اور خود ایک صوفے پر بیٹھ گیا، جولیا چائے بنانے لگی، چائے بنا کر اس نے ایک پیالی عمران کی جانب بڑھا دی۔

"پتہ نہیں کیسی ہو۔" عمران چائے کا گھونٹ لینے سے پہلے جھجکا۔

"کیا کیسی ہو۔"

"چائے۔"

"کیوں۔"

"تمہارے ہاتھ کی چائے پینے کا پہلی بار اتفاق ہو رہا ہے۔"

"کیا اس سے پہلے میرے ہاتھ کی چائے نہیں پی ہے۔"

"پی تھی لیکن وہ تم نے اپنے گھر پر بڑے پیار سے پلائی تھی۔"

"تو کیا آج پھاڑ کھانے کو دوڑ رہی ہوں۔"

"کچھ دیر پہلے تو دوڑ رہی تھیں۔"

"وہ تو تمہاری حماقت تھی۔"

"ہاں میری حماقت تھی۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "ڈشوں کے اسٹینڈ پر ہاتھ بھی میں نے ہی مارا تھا۔"

"وہ سب تمہاری وجہ سے ہوا تھا۔"

خیر خیر جانے دو سلیمان تو میری ہی آفت کرے گا، ارے باپ رے۔" ایک دم سے عمران بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"کیوں کیا ہوا۔"

"ب۔۔۔ بر۔۔۔ بریانی بھی تو پکانی ہے۔" عمران ہکلا کر بولا۔

"تو جاؤ پکاؤ جا کر میں تو چلی۔" جولیا خالی چائے کی پیالی رکھ کر اٹھتی ہوئی بولی۔

"ارے سنو تو سہی کم سے کم بریانی پکانے کی ترکیب تو بتاتی جاؤ۔"

پھر عمران اس کو پکارتا ہی رہ گیا اور وہ مارچ کرتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور منہ چلانے لگا۔

(۸)

عمران نے اپنے پرائیویٹ فون کا ریسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر ڈائل کرنے لگا، پھر دوسری جانب سے جولیا کی ہیلو سن کر ایکس ٹو والے مخصوص لہجے میں بولا۔

"ایکس ٹو۔"

"یس سر۔" دوسری جانب سے جولیا کی آواز آئی۔

"عمران کو رپورٹ دے دی۔"

"جی ہاں، کیا آپ کو سناؤں۔"

"نہیں کافی ہے مجھے رپورٹ مل چکی ہے۔"

"ج۔۔۔ جی اچھا۔"

"چوہان اور صدیقی کو ڈاکٹر شہریار کے بنگلے سے ہٹا کر دلاور کے فلیٹ کی نگرانی کے لئے لگا دو۔"

"جی اچھا۔"

"اوور اینڈ آل۔" کہہ کر عمران نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

کمرے سے باہر نکل کر عمران اپنے فلیٹ سے باہر آیا، ٹو سیٹر نکالی اور دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

دانش منزل پہنچ کر اس نے اس کمرے کا رخ کیا جو اس کے لئے مخصوص تھا۔

کمرے میں پہنچ کر وہ ایک آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر کچھ سوچنے لگا، کچھ دیر بعد اس نے اپنے بستر پر چھلانگ لگائی اور جوتے اتار کر مسہری پر ڈھیر ہو گیا، ذرا ہی دیر بعد اس کے خراٹے پورے کمرے میں ہلچل مچا رہے تھے۔

(۹)

ہلکی ہلکی خنک ہوا چل رہی تھی، موسم کافی خوشگوار تھا۔

ڈاکٹر شہریار ڈرائنگ روم میں بیٹھا کافی کی ہلکی ہلکی چسکیاں لے رہا تھا تبھی اس کی لڑکی سعیدہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی، اور ڈاکٹر شہریار سے بولی۔

"کوئی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

"کون ہے۔"

"معلوم نہیں۔"

"کیا کہتا ہے۔"

"مجھے بتاتے ہوئے ہنسی آ رہی ہے۔"

"کیوں۔"

"وہ کہتا ہے کہ مجھے ڈاکٹر گاؤں یار سے ملنا ہے۔"

"کیا بکتی ہے، کیا تیرا مجھ سے مذاق کا رشتہ ہے۔"

"آپ خود جا کر دیکھ لیجئے۔" سعیدہ برا سا منہ بنا کر بولی۔

"جاؤ یہیں بھیج دو۔"

"اچھا۔" سعیدہ کہتی ہوئی چلی گئی۔

کچھ ہی دیر بعد ایک آدمی عجیب و غریب ہیئت میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا داڑھی اور مونچھیں بے حد گھنی تھیں وہ ڈاکٹر شہریار کو دیکھتے ہی بولا۔

"سلام علیکم۔"

"ہوں بیٹھ جاؤ۔" ڈاکٹر شہریار اس کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ج۔۔۔ جی اچھا۔"

"کہو کیا کام ہے مجھ سے۔"

"م۔۔۔ میں میرے پیارے ڈاکٹر صاحب میں کیسے بتاؤں کہ میری بیوی کی طبیعت بہت خراب ہے۔"

"آپ کی بیوی کو کیا ہو گیا ہے۔"

"جی وہ دو دن سے بخار میں تپ رہی ہے۔" نو وارد گلوگیر آواز میں بولا۔

"اور آپ نے اس کو دو دن سے بخار میں تپنے دیا۔"

"میں شہر میں نہیں تھا اور اس کی خبر گیری کرنے والا میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے، میں دوسرے شہر میں کام کرتا ہوں۔"

"تو اب کیا پریشانی ہے۔"

"آپ چل کر اس کو دیکھ لیجئے۔"

"اچھا ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

"میں آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں ڈاکٹر صاحب۔" نو وارد احسان مندانہ انداز میں بولا۔

"کوئی بات نہیں میں اپنا بیگ لے کر آتا ہوں۔" کہہ کر ڈاکٹر ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔

نو وارد ڈرائنگ روم کا جائزہ لیتا رہا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ڈاکٹر اپنا بیگ اٹھائے ہوئے واپس آیا، نو وارد نے آگے بڑھ کر اس سے اس کا بیگ لے لیا۔

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے باہر تک آئے، ڈاکٹر شہریار نے اپنی مرسیڈیز گیراج سے نکالی اور نو وارد کو پیچھے والی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

نو وارد کے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہی ڈاکٹر شہریار نے کار آگے بڑھا دی، کافی دور جانے کے بعد ایک دم سے نہ جانے کیا ہوا کہ ڈاکٹر شہریار کا سر بری طرح چکرا گیا اور دوسرے ہی لمحے اگر نو وارد کار کی اسٹیرنگ نہ سنبھال لیتا تو وہ یقیناً ایک الیکٹرک پول سے جا ٹکرائی ہوتی، نو وارد نے اس کی ناک پر کلوروفارم سے بھیگا ہوا رومال رکھ دیا تھا، جس کے نتیجے میں پہلے تو ڈاکٹر شہریار کا سر چکرایا تھا پھر وہ بے ہوش ہو کر کار کی پشت گاہ سے ٹک گیا اس کا سر ایک جانب ڈھلک گیا تھا۔

نو وارد نے بڑی مشکل سے کار روکی، یہ یقیناً ایک خطرناک حرکت تھی اس میں ان دونوں کی جان بھی جا سکتی تھی، کار روکنے کے بعد اس نے ڈاکٹر شہریار کو پچھلی سیٹ پر منتقل کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا، کار کو اسٹارٹ کیا اور ایک جانب روانہ ہو گیا۔

(۱۰)

نقاب پوش نے دلاور کے اپارٹمنٹ کے سامنے گاڑی روکی اسی اپارٹمنٹ کے ایک فلیٹ میں دلاور کا فلیٹ تھا کار سے اتر کر اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں پھر مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

رات کے دو بجے تھے، پوری سڑک سنسان پڑی تھی جھینگروں کی جھائیں جھائیں کی آوازوں کے علاوہ اور کوئی آواز نہیں سنائی پڑ رہی تھی۔

نقاب پوش ادھر ادھر کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد اس اپارٹمنٹ کی جانب چل پڑا جس میں سے ایک فلیٹ دلاور کا تھا، دلاور کا فلیٹ اپارٹمنٹ کی دوسری منزل پر تھا، نقاب پوش اپارٹمنٹ کی زینے طے کرتا ہوا اوپر چلا گیا، اس نے دلاور کے فلیٹ کے سامنے رکنے سے قبل بھی ایک سرسری سی نظر چاروں طرف ڈالی تھی۔

اس نے دلاور کے فلیٹ کے دروازے کے قفل میں کوئی اوزار داخل کیا پھر اس کو ایک خفیف سی جنبش دی دوسرے ہی لمحے میں دروازے کا قفل ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ کھل گیا۔

اس نے بڑی آہستہ سے دروازے کو اندر دھکیلا اور خود بھی بہت آہستگی کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں داخل ہونے کے بعد اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور بڑی خاموشی سے اس طرف چل پڑا جس طرف دلاور کا بیڈ روم تھا۔

بیڈ روم میں دلاور اکیلا بیڈ پر پڑا سو رہا تھا۔

دلاور کے بیڈ کے نزدیک پہنچنے کے بعد نقاب پوش نے اپنی جیب سے ایک رومال اور کلوروفارم کی شیشی نکالی رومال کو کلوروفارم میں تر کرنے کے بعد دلاور کی ناک پر رکھ دیا وہ ایک لمحے کے لئے کسمسایا پھر ساکت ہو گیا، نقاب پوش نے اس کو اچھی طرح سے اس کو ہلا ڈلا کر اپنا اطمینان کر لیا وہ پوری طرح بے ہوش ہو چکا تھا، اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد اس نے دلاور کو اپنے کندھے پر ڈالا اور فلیٹ کی لائٹ آف کرنے کے بعد وہ فلیٹ سے باہر آ گیا، کار کے نزدیک پہنچ کر اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور دلاور کو پچھلی سیٹ پر ڈالا، دروازہ لاک کر کے اگلی سیٹ پر آ بیٹھا، کار کو اسٹارٹ کر کے ایک جانب روانہ ہو گیا۔

اس کی کار کے روانہ ہوتے ہی ایک جانب سے ایک کار نکلی اور اس طرف روانہ ہو گئی، اس کار پر سیکرٹ سروس کے ممبر چوہان اور صدیقی موجود تھے، وہ جولیا کی ہدایت پر انھوں نے دلاور کے فلیٹ کی نگرانی شروع کی تھی۔

اگلی کار اگلے چوراہے پر پہنچ کر بائیں جانب مڑ گئی، وہ دونوں بڑی ہوشیاری سے تعاقب کر رہے تھے۔

پھر تعاقب کا اختتام داراب اختر کی کے بنگلے پر ہوا تھا چوہان کار ڈرائیو کر رہا تھا اس نے اپنی کار داراب اختر کے بنگلے سے ایک فرلانگ ادھر ہی روک دی، نقاب پوش کی کار بنگلے کے اندر چلی گئی، چوہان اور صدیقی بھی اپنی کار سے اترے اور ٹہلنے والے انداز میں داراب اختر کے بنگلے کی جانب بڑھنے لگے، انھوں نے یہ پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ کار کو ڈرائیو کرنے والا ایک نقاب پوش ہے، انھوں نے اس کو دلاور کے فلیٹ سے بھی نکلتے دیکھا تھا وہ اپنے کاندھے پر دلاور کو لٹکائے ہوئے نکلا تھا، اور اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال کر روانہ ہو گیا تھا۔

وہ ٹہلتے ہوئے داراب اختر کے بنگلے کے سامنے سے گزرے تب ان کو وہ نقاب پوش کار سے دلاور کو نکال کر بنگلے پر لے جا رہا تھا، برآمدے میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی اس وجہ سے وہ صاف طور پر نقاب پوش کی حرکتیں دیکھ سکتے تھے، وہ گیٹ کے دائیں جانب چھپ کر نقاب پوش کو دیکھنے لگے، وہ دلاور کو لے کر اندر داخل ہو گیا، دلاور اس کے کندھے پر پڑا ہوا تھا۔

اس کے اندر جانے کے تقریباً بیس منٹ بعد ان کو ایک لڑکی دکھائی دی جو اس کار کی طرف بڑھ رہی تھی جس میں نقاب پوش دلاور کو لایا تھا، لڑکی نے کار اسٹارٹ کی اور گیٹ کی طرف بڑھی۔

چوہان اور صدیقی تیزی سے چلتے ہوئے اپنی کار تک واپس آئے اور کار کو اسٹارٹ کرنے لگے لڑکی کی کار گیٹ سے نکل کر ایک جانب روانہ ہو گئی، ان دونوں نے ایک مرتبہ پھر سے کار کا تعاقب شروع کر دیا۔

اچانک لڑکی کی کار کی رفتار تیز ہو گئی، شاید اس کو ان دونوں کے تعاقب کرنے کا شبہ ہو گیا تھا۔

"شاید اس کو تعاقب کا شبہ ہو گیا ہے تم نے بے احتیاطی برتی تھی۔" صدیقی بولا۔

"مجھے کیا علم تھا کی اتنی ہوشیار ہو گی کی تعاقب کا شبہ ہو جائے گا۔"

"پھر بھی احتیاط تو برتنی ہی چاہیے تھی نہ۔"

"یار یہ تو تم مجھے اس وقت بھی بتا سکتے تھے جب میں نے بے احتیاطی شروع کی تھی۔"

"خیر چھوڑو یہ بتاؤ اب دیکھو وہ ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"میں دیکھ رہا ہوں تم بے فکر رہو۔"

"ہوشیاری سے۔"

"ہاں ہاں تم بس خاموش رہو اور اس پر نظر رکھو کہ وہ کس طرف مڑتی ہے، مجھے ان راستوں کا پوری طرح علم ہے۔" چوہان بولا۔

پھر وہ خاموشی سے تعاقب کرتے رہے لڑکی مسلسل ان کو ڈاج دینے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔

"وہ دیکھو وہ اگلے چوراہے سے بائیں جانب مڑی ہے۔"

"ہاں میں نے بھی دیکھا ہے۔" چوہان کار کی اسپیڈ بڑھاتا ہوا بولا۔

لڑکی کی کار اگلے چوراہے سے بائیں جانب مڑی تھی، چوہان نے بھی اپنی کار جب اس چوراہے پر موڑی تو اس کو اگلی کار کہیں نظر نہیں آئی۔

"او لگتا ہے چوٹ دے گئی۔" چوہان بڑبڑایا۔

"آگے بڑھتے رہو وہ شاید کسی گلی میں مڑ گئی ہے۔"

"دیکھتا ہوں۔" چوہان نے کہا اور کار کی اسپیڈ کچھ اور بڑھا دی۔

وہ کافی دیر تک ادھر ادھر سر مارتے رہے لیکن لڑکی کو نہ ملنا تھا نہ ملی۔

"بہت برا ہوا۔" چوہان بڑبڑایا۔

"سب تمھاری وجہ سے ہوا ہے۔"

''تو میں کیا کروں آخر غلطی انسان ہی سے ہوتی ہے۔''

''زیادہ فلسفہ بگھارنے کی ضرورت نہیں ہے، واپس چلو۔'' صدیقی جھلا کر بولا۔

''جولیا کو رپورٹ بھی دینا پڑے گی۔''

''ہاں چلو واپس چلو۔''

چوہان نے کار موڑی اور ایک جانب روانہ ہو گیا۔

(۱۱)

ڈاکٹر شہریار کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک نہایت پر آسائش کمرے میں پایا، اس کے سر میں ہلکی ہلکی دھمک ہو رہی تھی، پھر اس کو بے ہوش ہونے سے قبل کی ساری باتیں یاد آ گئیں اس کے جبڑے سختی سے بھنچ گئے، اس نے اٹھ کر دروازہ کھولنے کی کوشش بھی کی لیکن ناکام رہا، کمرے میں ایک دروازہ تھا وہ بھی باہر سے مقفل تھا، وہ واپس آکر مسہری پر بیٹھ گیا اور ہانپنے لگا۔

اچانک دروازے کے قفل میں کنجی گھومنے کی آواز آئی اور دوسرے ہی لمحے دروازہ کھول کر واڑھی مونچھوں سے عاری چہرے والا وہی شخص اندر داخل ہوا جس کے ساتھ سفر کرتے ہوئے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر شہریار نے اس کے چہرے پر اچٹتی ہوئی سی ایک نظر ڈالی اور بولا۔

''اس بدتمیزی کا مطلب۔''

''مطلب صاف ہے میں آپ کو قل کر تو کھاؤں گا نہیں اس لئے کام کی ہی باتیں ہوں گی۔''

''میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔''

''وہ بھی سمجھ میں آجائے گا اس کی فکر مت کرو۔''

''تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔''

''مائی ڈیر ڈاکٹر شہریار عرف ڈبل ایکس تنظیم کے ایک ادنیٰ سے رکن۔''

''کک... کیا... مطلب۔'' ڈاکٹر شہریار چونک کر بولا، اور پریشان نظر آنے لگا لیکن اس نے اپنے چہرے سے نہیں ظاہر ہونے دیا تھا کہ وہ پریشان ہو گیا ہے، نو وارد نے اس کی یہ حرکت نوٹ کی تھی۔

''اتنے بھولے مت بنو ڈاکٹر۔'' نو وارد زہر خند سے بولا۔

''میں کسی ڈبل ایکس تنظیم کو نہیں جانتا۔'' ڈاکٹر اس کو گھورتا ہوا بولا۔

''اگر جانتے نہ ہوتے تو ڈبل ایکس تنظیم کے نام پر چونکے کیوں تھے۔''

''وہ تو بس ایسے ہی پہلی بار نام سنا ہے اس لئے چونک گیا تھا۔''

''کچھ پریشانی بھی آپ کو لاحق ہو گئی ہے، اس کا کیا مطلب ہے۔''

''وہ تو تم مجھے اس طرح یہاں اٹھا لائے ہو اس لئے کچھ پریشان بھی نظر آ رہا ہوں۔''

''لیکن جب میں کمرے میں داخل ہوا تھا تو تم کافی مطمئن نظر آ رہے تھے، پھر جب میں نے تم کو ڈبل ایکس کا رکن کہا تو تم پریشان نظر آ رہے تھے۔''

''تت... تت... تم... کک کہنا کیا چاہتے ہو۔''

''میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم ڈبل ایکس تنظیم کے فرد ہو یا نہیں۔''

''نہیں، کتنی بار کہوں۔'' ڈاکٹر چیخا۔

''چلا ؤ مت، خاموشی سے میرے سوالوں کے جواب دو۔''

''میں کچھ نہیں جانتا۔''

''تم جانتے ہو لیکن بتانا نہیں چاہتے۔''

''جب میں جانتا ہی نہیں تو بتاؤں گا کیا۔''

''کیا نہیں جانتے۔''

''ڈبل ایکس تنظیم کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا۔''

''تم کو منہ کھولنا پڑے گا۔''

''واہ اچھی زبردستی ہے میں خواہ مخواہ ڈبل ایکس کو جانتا ہوں، میں نہیں جانتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔'' ڈاکٹر کے لہجے میں غراہٹ واضح طور پر محسوس کی جا سکتی تھی۔

نو وارد اٹھ کر ایک گوشے کی جانب چلا گیا، پھر اس نے دیوار میں ایک جگہ ہلکے سے ہاتھ پھیرا دوسرے ہی لمحے دیوار میں ایک خلا نمودار ہوا، خلاء میں ایک الماری تھی جس میں کمپیوٹر کے 'کی بورڈ' جیسی ایک چیز رکھی ہوئی تھی، نو وارد نے اس میں سے کئی ایک بٹن دبائے اور دوبارہ خلا کو بند کر کے ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

تقریباً دو منٹ بعد ہی ایک سیاہ فام کمرے میں داخل ہوا اور نو وارد کی جانب بڑھ گیا، اس کو دیکھ کر ڈاکٹر اپنے اندر ایک عجیب سی بے چینی محسوس کرنے لگا تھا، اس کی ہیئت کذائی ہی کچھ ایسی تھی کہ اس کو دیکھ کر بھوت کو بھی غش آ سکتا تھا، بشرطیکہ بھوتوں کا وجود ہوتا۔

''انگیٹھی میں کوئلے دہکاؤ، اور سلاخوں کو اتنا گرم کرو کہ وہ سرخ ہو جائیں۔'' نو وارد نے کہا اور آنے والا واپس چلا گیا۔

''کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ان دھمکیوں سے مرعوب ہو کر غلط اعتراف کر لوں گا۔''

''تم کیا سمجھتے ہو پیارے ڈاکٹر صاحب میں تم کو سلاخوں سے داغدار کروں گا، ہر گز نہیں میں تو تم کو سلاخوں میں ٹانگ کر بھونوں گا پھر اپنی بیوی کو کھلاؤں گا، وہ بے چاری ابھی بھی تیز بخار میں بھن رہی ہے، ایک ڈاکٹر نے اس کا علاج انسان کا بھنا ہوا گوشت بتایا ہے تبھی تو میں تم کو پکڑ لایا ہوں، نمک مرچ ڈال کر وہ تو مزا آجائے گا، میری بیوی پورا تو ہضم نہ کر سکے گی اس لئے اس میں میرا حصہ تو ضرور رہ گیا۔'' نو وارد ہنستا چلا جاتا ہوا بولا، انداز بالکل بچوں کا سا تھا جن سے کوئی چیز لانے کا وعدہ کر لیا جاتا ہے، اور وہ اس کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

تقریباً دس منٹ بعد وہی سیاہ فام ایک انگیٹھی لئے داخل ہوا جس میں دو سلاخیں پڑی ہوئی تھیں اور انگارہ ہو رہی تھیں۔

انگیٹھی رکھ کر سیاہ فام واپس چلا گیا۔

''ڈاکٹر شہریار اب بھی وقت ہے میں آخری مرتبہ کہہ رہا ہوں میرے سوالوں کا جواب دے دو ورنہ اپنی تکلیف کے تم خود ہی ذمہ دار ہو گے۔''

''تم میری بات پر یقین کیوں نہیں کرتے۔'' ڈاکٹر شہریار رک رک کر بولا۔ ''میں ایک سیدھا سادا آدمی ہوں اور شہر میں رہ کر ڈاکٹری کی پریکٹس کرتا ہوں، جولین روڈ پر میرا کلینک بھی ہے تم پتا کر سکتے ہو۔''

''میں کچھ پتا نہیں کروں گا کیوں کہ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔''

"میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"اچھا ٹھیک ہے میں ہی کچھ انتظام کرتا ہوں۔" نووارد نے کہا اور آگے بڑھ کر پھر دیوار پر ہاتھ پھیرنے لگا دوسرے ہی لمحے وہ سسٹم پھر نظر آیا جس پر کمپیوٹر کے کی بورڈ ہونے کا گمان ہوتا تھا کئی بٹن بیک وقت دبانے کے بعد اس نے دیوار کو پھر برابر کر دیا۔

واپس آ کر اس نے انگیٹھی سے ایک گرم سلاخ نکال لی اور اس کا جائزہ لینے لگا، کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہی سیاہ فام پھر سے کمرے میں داخل ہوا تو نووارد اس کو مخاطب کرتا ہوا بولا۔

"ڈاکٹر صاحب کو عزت کے ساتھ کرسی پر بیٹھا کر ان کے دونوں ہاتھ کرسی کی پشت پر کس کر باندھ دو۔"

"جو حکم آپ کا۔" سیاہ فام پالتو جنوں کے سے انداز میں بولا، اور ڈاکٹر شہر یار کو زبردستی پکڑ کر ایک کرسی پر بیٹھا دیا، ڈاکٹر نے مزاحمت کی لیکن سیاہ فام کے آگے کچھ نہ چلی، سیاہ فام اس کو کرسی کی پشت سے باندھ کر ایک جانب کھڑا ہو گیا۔

نووارد گرم سلاخ لے کر اس کی طرف بڑھا اور اس کی بازو کی جانب اس کا رخ کرتا ہوا بولا۔

"آخری موقع ہے ڈاکٹر شہر یار، شاید تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تم پر تھرڈ ڈگری نہیں آزماؤں گا یہ تم غلط سوچ رہے ہو جس طرح تم یہاں لائے گئے ہو اسی طرح تمہاری کراہیں یہیں گھٹ کر رہ جائیں گی۔" نووارد اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا خونخوار لہجے میں بولا۔

ڈاکٹر شہر یار کچھ نہیں بولا خاموشی سے سر جھکا لیا، ویسے وہ نووارد کا خونخوار لہجہ سن کر اندر تک کانپ کر رہ گیا۔

"میں تمہاری خاموشی کا کیا مطلب نکالوں، کیا یہ کہ تم بتانا نہیں چاہتے۔"

"تم کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" ڈاکٹر شہر یار بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں تم کو کیسے یقین دلاؤں۔"

"کسی طرح بھی تم مجھ کو یقین نہیں دلا سکتے۔" کہہ کر نووارد نے اس کے بازو میں سلاخ پیوست کر دی اور ڈاکٹر شہر یار درد کی شدت سے چیخ پڑا۔

"تم جیسے کمینوں کے ساتھ میں درندہ بن جاتا ہوں۔" نووارد اس کے بازو سے سلاخ باہر کھینچتا ہوا بولا۔

"تم چاہے مجھے جان سے مار ڈالو تب بھی میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔"

"شاباش۔" نووارد خوشی کا اظہار کرتا ہوا بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ تم سب کچھ جانتے ہو، لیکن مجھے بتانا نہیں چاہتے۔"

"ہاں نہیں بتانا چاہتا اور تمہارے فرشتے بھی مجھ سے نہیں اگلوا سکتے، مجھے جان کی پروا نہیں ہے۔"

"واہ اب تو طوطے کی طرح زبان چل رہی ہے پیارے ڈاکٹر صاحب۔"

"خاموش، حرام خور، کمینے، سور۔"

"بزدل، منحوس، بلی میں یاد دلا دیتا ہوں۔" نووارد سنجیدگی سے بولا۔

"شٹ اپ۔" ڈاکٹر حلق پھاڑ کر چیخا۔

"زیادہ تیز چلانے سے معدہ چوپٹ ہو جاتا ہے پیارے ڈاکٹر صاحب، یہ بات مجھے کسی نے بتائی تھی، ایک بار میں بھی زور زور سے چیخا تھا تو میرا معدہ بھی بالکل چوپٹ ہو گیا تھا۔" نووارد فکر زدہ لہجے میں ایسے بولا جیسے کوئی پرافسوس خبر سنا رہا ہو۔

"میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"تو میں نے کب پوچھا ہے، میں تو تمہاری لڑکی سے پوچھ لوں گا۔"

"نہیں اس کو کچھ نہیں کر سکتے تم۔" ڈاکٹر لاشعوری طور پر بولا، پھر دھاڑا۔ "اگر میری لڑکی کو کچھ ہو گیا تو میں تم کو جان سے مار دوں گا۔"

"میں تو اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہی مر جاتا ہوں پیارے ڈاکٹر صاحب۔"

"شٹ اپ۔"

"بہت اچھا۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو۔" ڈاکٹر کراہتا ہوا بولا۔

"چند سوالوں کے جواب۔"

"پوچھو، کیا پوچھنا چاہتے ہو۔" ڈاکٹر ایک دم سے نرم پڑتا ہوا بولا۔ "لیکن پہلے وعدہ کرو کہ میری لڑکی کو کچھ نہیں ہوگا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے میرے سوالوں کے ٹھیک جوابات دیے تو میں تمہاری لڑکی کو کچھ نہیں کہوں گا، لیکن اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو پھر تمہاری لڑکی کے ساتھ کیا ہو جائے میں نہیں بتا سکتا۔"

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔" ڈاکٹر نحیف سی آواز میں بولا۔

"حالانکہ کہ تم مجھے کافی دیر سے جھوٹ بول بول کر بور کر رہے ہو لیکن پھر بھی تمہاری باتوں پر یقین کر لیتا ہوں۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں۔"

"یہ کیسے کیا جاتا ہے۔"

"میرا خون ضائع ہو رہا ہے۔" ڈاکٹر کراہتا ہوا بولا۔

"اوہ مجھے اس کا خیال ہی نہیں رہا۔" نووارد نے کہا پھر سیاہ فام سے فرسٹ ایڈ بکس لانے کے لئے کہا، سیاہ فام کمرے سے چلا گیا، اس کی واپسی چار منٹ بعد ہوئی تھی، وہ کمرے میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں فرسٹ ایڈ بکس تھا۔

"پیارے ڈاکٹر صاحب کا زخم صاف کر کے اس کی بینڈیج کر دو۔" نووارد سیاہ فام کو مخاطب کرتا ہوا بولا۔

سیاہ فام نے اثبات میں اپنے سر کو جنبش دی اور اپنے کام میں لگ گیا، دس منٹ میں ہی وہ ڈاکٹر کی مرہم پٹی کر کے باہر جا چکا تھا۔

"کیا میں اب سوال جواب کا سلسلہ شروع کروں۔"

"پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔" ڈاکٹر کمزور سی آواز میں بولا، اس کے زخم میں بے انتہا درد ہو رہا تھا۔

"تو تم یہ اقرار کرتے ہو کہ تم ڈبل ایکس تنظیم کے ایک رکن ہو۔"

"ہاں میں اقرار کرتا ہوں۔"

"تنظیم کا بڑا کون ہے، مطلب یہ کہ تنظیم کس کی ماتحت ہے۔"

"مجھے علم نہیں۔"

"کیا میں یہ سمجھ لوں کہ تم بتانا نہیں چاہتے۔"

"تم کچھ بھی سمجھتے رہو، مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔" ڈاکٹر شہریار بے حد خشک لہجے میں بولا۔

"خیر خیر جانے دو یہ بتاؤ کہ تنظیم میں تمھاری کیا حیثیت ہے۔"

"میں تنظیم کے لئے ایسے انجکشن تیار کرتا ہوں جو بے حد نشہ آور ہوتے ہیں۔"

"ان کا کیا مصرف ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔"

"کتنے انجکشن تیار کر کے دینے ہوتے ہیں۔"

"ہر ہفتے سو عدد۔"

"کیا انجکشنوں کی تیاری میں کافی وقت لگتا ہے۔"

"ہاں"

"کتنا۔"

"ایک ہفتے میں سو انجکشن سے زیادہ تیار نہیں ہو سکتے۔"

"کیا معاوضہ ملتا ہے۔"

"پانچ ہزار روپے ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو مل جاتے ہے۔"

"ایک انجکشن کی کتنی قیمت ہے۔"

"ایک ہزار روپے۔"

"یعنی ان انجکشنوں کی کافی اہمیت ہے۔"

"خدا جانے۔" ڈاکٹر بڑبڑایا۔

"انجکشن کہاں پہ پہونچانے ہوتے ہیں۔"

"کوئی مقرر جگہ نہیں ہے کہیں بھی پہ پہونچانے کے لئے کہا جا سکتا ہے۔"

"انجکشن تم سے کون حاصل کرتا ہے۔"

"ہر مرتبہ کوئی نیا آدمی آتا ہے اور ایک مخصوص پاس ورڈ بول کر مجھ سے انجکشن لے جاتا ہے۔"

"انجکشن کی اگلی کھیپ کب پہ پہونچانی ہے۔"

"صرف دو دن بعد۔"

"کیا انجکشن تیار ہیں۔"

"ہاں اگلی کھیپ وصول نہیں کی گئی تھی اس لئے اسی انجکشن موجود ہیں۔"

"پاس ورڈ کیا ہے۔"

"کراس ایکس۔"

"جھوٹ تو نہیں بول رہے۔" تو وارد براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"نہیں۔" ڈاکٹر اس کو گھورتا ہوا بولا۔

"کیا تم اس کام کے لئے بخوشی راضی ہوئے تھے۔"

"ہرگز نہیں۔"

"چھٹکارا تو ضرور حاصل کرنے کی کوشش کی ہوگی۔"

"ہاں، لیکن ایسا ممکن نہیں۔"

"کیوں، ممکن کیوں نہیں۔"

"چھٹکارا حاصل کرنے والے کو ایک دردناک موت سے سابقہ پڑتا ہے۔"

"کیا تم کسی اور سے بھی واقف ہو۔"

"نہیں، کیا مجھے چائے مل سکتی ہے، بڑی کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔"

"چائے ابھی حاضر ہوتی ہے۔" تو وارد نے کہا اور اٹھ کر دیوار پر ہاتھ پھر کر کی بورڈ نکالا اس پر کچھ بٹن دبائے اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا، کچھ ہی دیر بعد وہی سیاہ فام کمرے کے اندر داخل ہوا، تو وارد نے اس سے چائے کے لئے کہا، سیاہ فام سر کو خفیف سی جنبش دے کر کمرے سے باہر چلا گیا، سیاہ فام کو چائے کے لئے کہہ کر وہ ڈاکٹر کی جانب متوجہ ہوا ڈاکٹر اب برابر کراہے جا رہا تھا۔

"آپ کو ہدایات کس طرح سے ملتی ہیں۔" تو وارد ڈاکٹر کو مخاطب کرتا ہوا بولا۔

"ایک ٹرانسمیٹر کے ذریعہ سے مجھے اس کی ہدایات ملتی ہیں۔"

"ٹرانسمیٹر کیسے ملا تھا۔"

"پارسل سے۔"

"اچھا اب آخری سوال۔"

"پوچھو۔" ڈاکٹر کراہ کر بولا، اس کے چہرے پر اذیت کے آثار نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے تھے۔

"تم داراب اختر کے گھر کیوں گئے تھے اور وہ کیوں قتل کیا گیا۔"

"اس کے پاس کچھ ایسے کاغذات تھے جو تنظیم کے خلاف ایک واضح ثبوت تھے، وہ ان کاغذات کے توسط سے تنظیم کو بلیک میل کر رہا تھا، میں باس کے حکم سے وہی کاغذات مانگنے گیا تھا۔"

"لیکن وہ قتل کیوں کیا گیا۔"

"اس نے کاغذات دینے سے انکار کر دیا گیا تھا۔"

"تو اب وہ کاغذات کہاں ہیں۔"

"باس کا ایک آدمی داراب اختر کو قتل کر کے کاغذات داراب اختر کے بنگلے سے نکال لایا تھا اور وہ اب باس کے پاس پہونچ چکے ہیں۔"

"میں تمھاری باتوں کی جانچ کروں گا۔" تو وارد بولا۔

"شوق سے، میں نے رتی برابر بھی جھوٹ نہیں بولا ہے۔"

"یہ تو وقت ہی بتائے گا۔"

"ایک آخری سوال یہ کہ داراب اختر کی لڑکی آپ کی کوٹھی پر کیوں گئی تھی۔"

"وہ میری لڑکی سعیدہ کی دوست ہے اس سے اکثر ملنے آ جاتی ہے۔"

"خیر کوئی بات نہیں۔" تو وارد نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔

(۱۳)

عمران کو جولیا کے توسط سے چوہان کی دی ہوئی رپورٹ مل چکی تھی، اب وہ اس بارے میں غور کر رہا تھا کہ اس کو اگلا قدم کیا اٹھانا چاہئے۔

ڈاکٹر شہریار کے بارے میں اس نے جو قدم اٹھایا تھا کافی سوچ سمجھ کر اٹھایا تھا۔

اس کو شہریار کی شخصیت کافی پراسرار محسوس ہوئی تھی، پھر زیبا خانم کا بیان کے قتل سے ایک

دن قبل ڈاکٹر شہر یار داراب اختر سے ملنے اس کے بنگلے آیا تھا دوسری بات اس کو سیکرٹ سروس کے ممبروں سے ملی ہوئی رپورٹ تھی سے جس میں سائرہ کو ڈاکٹر شہر یار کی کوٹھی میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔

عمران نے ڈاکٹر شہر یار سے سائرہ کے بارے میں جو پوچھا تھا اس کا جواب عمران کے لئے اطمینان بخش نہیں تھا سائرہ کے سلسلہ میں وہ ضرور جھوٹ سے کام لے رہا تھا۔

سیکرٹ سروس کے ممبروں کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر کی لڑکی سعیدہ مشہور بدمعاش دلاور سے ملی تھی، اور ابھی تازی رپورٹ کے مطابق اسی دلاور کارات دو بجے اغوا کر لیا گیا تھا اور اس کو اغوا کر کے داراب اختر کی کوٹھی میں لایا گیا تھا۔

عمران کے لئے اب سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ وہ کس پر اپنا شک کا دائرہ مضبوط کرے اس الجھن میں وہ کافی دیر سے مبتلا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی ٹوسیٹر پر بیٹھا نظر آیا، اس کی ٹوسیٹر ڈاکٹر شہر یار کی کوٹھی کی جانب دوڑی چلی جارہی تھی۔

اس طرف جانے کا فیصلہ اس نے ابھی کچھ دیر قبل ہی کیا تھا ڈاکٹر شہر یار سے اس نے وہ جگہ دریافت کر لی تھی جہاں ڈاکٹر شہر یار اپنا ٹرانسمیٹر رکھا کرتا تھا۔

کوٹھی سے ایک فرلانگ ادھر ہی اس نے اپنی کار روک لی، اور اس سے اتر کر ٹہلتا ہوا کوٹھی کی جانب چل پڑا۔

کوٹھی کے پچھلے حصہ میں پہونچ کر اس نے اپنے چہرے پر کالی نقاب چڑھا لی، کوٹھی کے عقب سے اس نے کپاؤنڈ میں قدم رکھ دیا، عمران کی قسمت اچھی تھی کہ اس کوٹھی میں کتے نہیں تھے، ورنہ وہ اتنی آسانی سے کپاؤنڈ میں ہرگز داخل ہو سکتا تھا، ویسے تو وہ وارث گن ساتھ ہی لایا تھا۔

کوٹھی کی پچھلی دیوار میں بارش کے پانی کی نکاسی کے لئے پائپ لگا ہوا تھا اس کوٹھی کی چھت پر پہونچنے میں اس کو دو منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے بالکل بندروں کی سی پھرتی سے اوپر چڑھتا چلا گیا تھا۔

چھت پر پہونچ کر وہ نیچے جانے والے زینوں کی طرف بڑھ گیا، پھر تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر شہر یار کے کمرے میں نظر آیا۔

اس نے وہ جگہ دیکھنی شروع کر دی جس کی نشان دہی ڈاکٹر شہر یار نے کی تھی۔

تھوڑی ہی محنت کے بعد ہی اس کو ٹرانسمیٹر مل گیا ٹرانسمیٹر کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد اس نے اس کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اپنی ٹوسیٹر میں بیٹھا نظر آیا، اپنے چہرے سے نقاب ہٹا کر اس نے سیٹ کے پیچھے رکھی اور کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

اب اس کی کار داراب اختر کے بنگلے کی طرف جارہی تھی داراب اختر کے بنگلے پر پہونچ کر اس نے کار سے اتر کر چوکیدار سے گیٹ کھولنے کے لئے کہا، گیٹ کھلنے کے بعد وہ پھر اپنی ٹوسیٹر میں آبیٹھا اور کار کو اسٹارٹ کر کے اس کو بنگلے کے کپاؤنڈ میں لیتا چلا گیا۔

کار سے اتر کر وہ صدر دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا کہ اس کو سامنے سے کریم آتا ہوا نظر آیا۔

وہ کسی زمانے میں فوج میں رہ چکا تھا یہ بات اس کو سر سلطان نے بتائی تھی، اسی مناسبت سے اس کو کیپٹن کریم کہا جاتا تھا۔

عمران کے قریب پہونچ کر اس نے عمران سے مصافحہ کیا اور عمران کو لئے ہوئے ڈرائینگ روم میں آ گیا۔

"کیسے کیسے آنا ہوا۔"

"بس ایسے ہی، کوئی خاص بات نہیں۔"

"آپ کی تفتیش کہاں تک پہونچی۔"

"ابھی میں اس بات کا ہی تعین نہیں کر سکا کہ قتل کی کیا وجہ ہے۔"

"خیر جانے دیجئے یہ بتایئے کہ آپ کیا پئیں گے۔"

"کچھ بھی چلے گا۔"

"میرے خیال سے کافی ہی ٹھیک رہے گی۔"

"ہاں مناسب ہے۔"

کیپٹن کریم نے نوکر کو آواز دی اور اس سے کافی لانے کے لئے کہا۔

کافی آنے کے بعد کیپٹن کریم نے، کافی بنائی اور ایک پیالی عمران کی جانب بڑھا کر اپنی پیالی سے سپ لینے لگا عمران نے اس سے کافی کی پیالی لے لی اور خاموشی سے اس کے ہلکے ہلکے گھونٹ لینے لگا۔

"کیا تفتیش ابھی تک پہلے ہی مرحلہ میں ہے۔" کچھ دیر بعد کیپٹن کریم نے اس سے پوچھا۔

"جی نہیں میں نے کچھ سرگرمی دکھائی ہے، ایک آدمی اس سلسلہ میں پکڑا بھی گیا ہے اس کے پاس سے ایک زیرو تھری کین کا ٹرانسمیٹر بھی برآمد ہوا ہے۔"

"کیا واقعی۔" کیپٹن کریم متحیرانہ انداز میں بولا، جس کو عمران نے واضح طور پر محسوس کیا تھا۔

"کب پکڑا۔"

"کئی دن ہو گئے۔"

"کون ہے۔"

"ڈاکٹر شہر یار۔"

"اوہ ڈاکٹر شہر یار، لیکن وہ تو بھائی صاحب کا دوست ہے۔"

"تو کیا دوست قتل نہیں کیا کرتے۔"

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں یقین نہیں ہو رہا ہے۔" کیپٹن کریم کرب سے بولا۔

"ذرا سائرہ کو بلا دیجئے۔"

"ابھی بلاتا ہوں۔" کہہ کر کیپٹن کریم اٹھ کر فوراً وہاں سے چلا گیا۔

کیپٹن کریم کے جانے کے بعد اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر کیپٹن کریم نے جس پیالی میں کافی پی تھی اس کو رومال میں لپیٹ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی، اپنی والی پیالی بھی اس نے اپنے کوٹ کی دوسری جیب میں رکھ لی وہ کافی مطمئن نظر آرہا تھا۔

کچھ دیر بعد سائرہ ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔

"ہیلو کیسے ہیں آپ۔" وہ عمران کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی وہ اس وقت کافی ہشاش بشاش نظر آرہی تھی۔

"میں تو ٹھیک ہوں لیکن ہو سکتا ہے آپ کو خراب نظر آ رہا ہوں۔"

"میرا مطلب یہ تھا کہ آپ خیریت سے تو ہیں۔" سائرہ ہنس کر بولی۔

"جی ہاں ابھی تک میری شادی نہیں ہوئی۔" عمران بولا اور سائرہ پھر ہنس پڑی۔

"آپ اس لئے ہنس رہی ہیں کہ آپ ایک مرد نہیں ہیں ورنہ مرد ہو کر مردوں کا انجام دیکھتے ہوئے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔"

"لیکن ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ ابھی آپ کی شادی نہیں ہوئی ہے، پھر آپ کو انجام کی فکر کیسے ہوگئی۔" سائرہ نے کہا اور نوکر کو آواز دی نوکر کے آ جانے پر اس نے اس سے کافی کے لئے کہا، نوکر چلا گیا اور کچھ ہی دیر بعد کافی حاضر تھی، کافی بنا کر اس نے ایک پیالی عمران کی جانب بڑھا دی، عمران کافی کے ہلکے ہلکے گھونٹ لینے لگا۔

"انجام تو میرے دوست کا ہو رہا ہے، آہ بے چارہ سجاد کیسے بیوی کا غلام بن کر اس کے آگے پیچھے گھومتا ہے۔"

"اچھا اب بس بھی کیجئے۔" سائرہ اپنا پیٹ دبائے ہوئے قہقہہ ضم کرتی ہوئی بولی، وہ عمران کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"ہائیں آپ مجھے اس طرح کیوں گھور رہی ہیں۔" عمران شرما جانے کی ایکٹنگ کرتا ہوا بولا۔

"آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں۔"

"شکریہ۔" عمران بولا۔

"شکریہ کس بات کا۔"

"اگر ایک گلاس پانی لا دیجئے۔"

"ابھی لائی۔" سائرہ کہہ کر خود ہی اٹھ کر اندر چلی گئی، اس کے جاتے ہی عمران نے اپنی جیب سے وہ پیالی نکالی جس میں اس نے خود کافی پی تھی اس پیالی سے اس نے سائرہ کی پیالی تبدیل کر لی، اب اس کی جیب میں کیپٹن کریم کی اور سائرہ دونوں کی پیالیاں موجود تھیں جس میں ان دونوں کے فنگر پرنٹ موجود تھے۔

کچھ دیر بعد سائرہ پانی کا گلاس لئے ہوئے ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی، اور پانی کا گلاس عمران کی جانب بڑھا دیا اور خود صوفے پر بیٹھ گئی، وہ چاروں پیالیاں ایک ہی ڈیزائین کی تھیں اس لئے سائرہ کو اس کی اس حرکت کا علم ہرگز نہ ہو سکا ہوگا کہ پیالیاں تبدیل کر دی گئی ہیں۔

عمران نے ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر دیا پھر اٹھتا ہوا بولا۔

"اچھا اب میں چلوں گا اجازت دیجئے۔"

"اجازت ہے، لیکن مشروط ہے۔"

"کیا شرط ہے۔"

"آپ پھر کب آئیں گے۔"

"کیا یہ شرط ہے۔"

"آپ کو اجازت اسی شرط پر مل سکتی ہے کہ آپ دوبارہ پھر یہاں آئیں گے۔"

"آ جاؤں گا۔"

"کب آئیں گے۔"

"جب بھی وقت ملے گا۔"

"وعدہ کرتے ہیں۔"

"نہیں وعدہ تو نہیں کر سکتا لیکن آؤں گا ضرور۔" عمران نے کہا اور لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا کوٹھی سے باہر آ کر اپنی ٹو سیٹر میں بیٹھ گیا، ٹو سیٹر اسٹارٹ کر کے ایک جانب روانہ ہو گیا، اس کا رخ دانش منزل کی طرف تھا۔

اس نے ڈاکٹر شہریار کو نہیں رکھا تھا، ابھی وہ کوٹھی سے کچھ دور ہی آیا ہوگا کہ اس کو اپنی تعاقب کا شبہ ہو گیا، ایک ہرے رنگ کی کیڈی لاک کافی دیر سے اسکے تعاقب میں تھی لیکن اس نے غور نہیں کیا تھا۔

اچانک اگلی کار کی رفتار ایک دم سے تیز ہوئی اور وہ عمران کی ٹو سیٹر کو اوور ٹیک کرتی ہوئی اس سے آگے نکل گئی۔

کچھ دور جانے کے بعد اگلی کار کی اسپیڈ کم ہونے لگی اور وہ بیچ سڑک پر اس طرح آڑی ترچھی کھڑی ہو گئی کہ عمران کی ٹو سیٹر کے لئے راستہ مسدود ہو گیا۔

عمران کو اسی چویشن کا انتظار تھا اس لئے وہ پہلے ہی سے تیار تھا، اس نے اپنی ٹو سیٹر میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور ٹو سیٹر کے ڈرائیونگ سیٹ والے دروازے میں ایک خلا سا نظر آنے لگا اس نے خلا میں ہاتھ ڈال کر ایک برین گن برآمد کی اور اس کو اپنی گود میں ڈال لیا، اس کی گاڑی اسی رفتار سے چل رہی تھی، ابھی ان دونوں گاڑیوں کے درمیان تقریباً تیس چالیس گز کا فاصلہ تھا، دھیرے دھیرے یہ فاصلہ بھی کم ہونے لگا، عمران نے ایک ہاتھ میں برین گن سنبھال رکھی تھی دوسرے ہاتھ سے اسٹیرنگ۔

اب فاصلہ بیس گز رہ گیا تھا اچانک اس نے کار کا انجن بند کر کے فل بریک لگائے اور ڈرائیونگ سیٹ کی طرف کا دروازہ کھول کر اس نے کار سے باہر چھلانگ لگا دی، ہلکا ہلکا اندھیرا پھیل چکا تھا۔

برین گن اس کے ہاتھ میں موجود تھی۔

اس نے جیسے ہی کار سے باہر چھلانگ لگائی اس پر کئی فائر ہوئے، ایک گولی گولی عمران کے بائیں شانے کے قریب سے نکل گئی، عمران نے ایک درخت کی اوٹ لے لی اب اس کو کوئی خطرہ نہیں تھا، وہ شہری آبادی سے کچھ فاصلہ پر تھے۔

اس جانب دوڑتے ہوئے قدموں کی آہٹ سنائی دی جس طرف عمران نے چھلانگ لگائی تھی پھر کسی نے چیخ کر کہا۔

"دیکھو جانے نہ پائے ورنہ جسم پر کھال نہ رہے گی۔" پہلی آواز۔

"ادھر گیا ہے۔" دوسری آواز۔

"چلو، ادھر ہی چلو۔" پہلی آواز۔

"ادھر جانا خطرناک بھی ہو سکتا ہے وہ نہتا نہ رہا ہوگا۔" تیسری آواز۔

"اس کو اتنا موقع ہی نہ مل سکا ہوگا کہ اپنے دفاع کے لئے کچھ کر سکتا۔" پہلی آواز۔

"پھر بھی ہوشیار تو رہنا ہی چاہئے۔" دوسری آواز

"شاید درختوں کی اوٹ میں چھپ گیا ہے۔" چوتھی آواز۔

"تلاش کرو اور ختم کر دو۔" پہلی آواز۔

"چاروں جانب سے گھیرنے کی کوشش کرو۔" ایک سرگوشی میں بولا۔

وہ کئی ایک تھے ان میں سے ایک ان کا لیڈر تھا، کافی لیم شیم وہ ان میں نمایاں طور پر نظر آ رہا تھا، وہ آہستہ آہستہ اس جانب بڑھ رہے تھے جس طرف عمران نے چھلانگ لگائی تھی، عمران ان کی باتیں سناٹا ہونے کی وجہ سے صاف طور پر سن رہا تھا۔

"میں نے اسے ادھر چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔" ایک بولا۔

"ہو سکتا ہے کہ زخمی ہوا ہو۔"

"ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو چیخ ضرور سنائی دیتی۔"

"کافی جی دار معلوم ہوتا ہے، ورنہ اس طرح جان ہتھیلی پر رکھ کر یوں کار سے چھلانگ نہ لگاتا۔"

ہم اس کو ختم کرنے آئے ہے اس کی تعریف کرنے نہیں آئے۔" پہلی آواز یہ آواز پارٹی لیڈر کی تھی۔

"چلو چلو وقت نہ برباد کرو۔"

"وہ مسلح ضرور رہا ہوگا۔"

"اگر مسلح ہوتا تو جوابی فائیر ضرور کرتا۔"

"کسی مصلحت کے تحت خاموش ہوگا، ویسے ہم لوگ اتنے ہیں اور وہ اکیلا، ہو سکتا ہے اسی لئے فائیر کر کے اپنی نشاندہی نہیں کرنا چاہتا، اتنی عقل تو ہوگی اس میں۔"

"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ مسلح ہے۔" پارٹی لیڈر دھاڑا اور دوسرا آدمی خاموش ہو کر بغلیں جھانکنے لگا۔ "خواہ مخواہ دوسروں کو خوفزدہ مت کرو۔"

وہ آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھ رہے تھے جس طرف عمران نے چھلانگ لگائی تھی، وہ درخت سڑک سے تقریباً بیس بائیس گز کی دوری پر تھا، درختوں اور خودرو جھاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا، عمران اس میں با آسانی چھپ گیا تھا اس کو قریب سے بھی کوئی مشکل ہی سے دیکھ سکتا تھا، پھر بھی عمران نے یہاں زیادہ دیر رکے رہنا مصلحت کے خلاف سمجھا اور درخت کی اوٹ لئے ہوئے زمین پر ایسے لیٹ گیا کہ ہلکی سی بھی آواز نہیں ہوئی دھیرے دھیرے سرکتا ہوا ایک طویل چکر کاٹ کر اس جانب بڑھنے لگا جس طرف اس کی کار کھڑی تھی، اس کا یہ قدم کافی خطرناک تھا لیکن وہ اس کے لئے بھی تیار ہو گیا وہ یقیناً اس کو دوسری جانب تلاش کرتے ہوئے درخت کی جانب بڑھ رہے ہوں گے ان کے ایک آدمی نے اس کو جھاڑیوں میں اس درخت کی اوٹ لیتے ہوئے بھی دیکھا تھا جس کا ذکر ابھی اس نے اپنے ساتھیوں سے کیا تھا اتفاقاً عمران نے بھی سن لیا تھا اس لئے اس کا یہاں سے فوراً ہٹ جانا ہی بہتر تھا، ورنہ وہ اس کو گھیر کر پکڑ سکتے تھے، خواہ مخواہ وہ کسی دوسری مصیبت میں مبتلا ہونے کے لئے قطعی تیار نہیں تھا۔

دور بیٹھتا ہوا اپنی کار تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا، وہ لوگ کار کی طرف سے بے فکر ہو کر اس کو تلاش کر رہے تھے ان کا دھیان اس کی کار کی جانب نہیں تھا، اس نے ایک جگہ رک کر ان کی آہٹ لی لیکن وہاں کوئی موجود نہیں تھا وہ اس کو دوسری جانب تلاش کر رہے تھے۔

عمران بدستور اپنی کار کی طرف بڑھتا رہا اپنی کار کے قریب یہ سوچ کر ایک مرتبہ پھر آہٹ لینے کی کوشش کی لیکن اس کوئی آواز نہیں سنائی پڑی، اس نے اپنی کار کی ڈکی کھولی اور خود ڈکی میں بیٹھ گیا اور ڈکی اندر سے بند کر لی تھوڑی سی دراز رہنے دی تھی تا کہ وہ ان پر نظر رکھ سکے، یہ فیصلہ کافی خطرناک تھا، لیکن عمران بھلا ایسے خطروں کی پروا بھلا کہاں کرنے لگا، اگر کوئی اس کو مجرموں کے لئے مجسم خطرہ کہتا تو بالکل درست کہتا۔

کافی دیر گزرنے کے بعد وہ پلٹے عمران کے نہ ملنے پر کافی جھلائے ہوئے تھے، عمران کی کار کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ عمران نے ڈکی کھول کر باہر نکل آیا اور دھاڑ کر بولا۔

"اپنے اپنے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ تمہاری لاشیں بھی یہاں سے جنبش نہ کر سکیں گی۔"

"تم کون ہو۔" ان میں سے ایک ہمت کر کے بولا۔

"بکواس نہیں ہاتھ اوپر اٹھاؤ، اور اپنے ہتھیار زمین پر ڈال دو۔"

"جب تک تم یہ نہیں بتاؤ گے کہ تم کون ہو ہم ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔"

"اچھا تو میں فائیر کرتا ہوں۔"

"کر دو۔" پارٹی لیڈر لاپرواہی سے بولا۔

"میں وہی ہوں جس کو تم لوگ ابھی کچھ دیر قبل تلاش کرتے پھر رہے تھے۔" عمران نے کہا اور ایک آدمی کے ہاتھ پر فائیر کر دیا، اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی تھی، پارٹی لیڈر کے علاوہ ان سبھی نے سہم کر اپنے ہاتھ اٹھا دئے اور ہتھیار زمین پر ڈال دئے۔

دفعتاً پارٹی لیڈر نے اپنے ریوالور سے عمران کے ہاتھ پر فائیر کر دیا، عمران کے ہاتھ سے بریٹ گن چھوٹ کر دور جا گری، اس نے عمران پر چھلانگ لگائی، عمران نے دوسری جانب ہٹ کر وار خالی دیا، پھر اس سے قبل کہ وہ پارٹی لیڈر پر حملہ کرتا وہ سب اس پر ٹوٹ پڑے۔

عمران ان کے نرغے سے نکل گیا، پھر وہ اس پر دوبارہ جھپٹے ہی تھے کہ عمران کے سر کی ٹکر ایک کے پیٹ پر پڑی اور وہ کراہ کر الٹ گیا، دوسرے کے پیٹ پر لات پڑی، تیسرے آدمی کے عمران کی گھومتی ہوئی لات گدی پر پڑی اور اس کی گدی جھنجھنا اٹھی۔

اب تک پہلا اور دوسرا سنبھل چکے تھے وہ دونوں عمران پر ایک ساتھ جھپٹے، پوزیشن یہ تھی کہ دائیں جانب پیٹ پر لات کھانے والا تھا اور بائیں جانب پیٹ میں ٹکر کھانے والا اور درمیان میں عمران، وہ جیسے ہی عمران پر جھپٹے عمران تھوڑا سے پیچھے ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں کے سر پوری قوت سے آپس میں ٹکرائے اور وہ دونوں ایک جانب لڑھک گئے، دونوں کے سر پھٹ چکے تھے اور وہ ایک طرف پڑے کراہ رہے تھے، اور ایک دوسرے کو بنا رکے گالیاں دے رہے تھے۔

جس کی گدی پر عمران کی لات پڑی تھی وہ تو پہلے ہی ہلے میں بے ہوش ہو کر ایک جانب لڑھک چکا تھا۔

ان تینوں کو بے ہوش ہوتا دیکھ کر بقیہ سارے بھاگ نکلے، حالانکہ ان کے ہتھیار ابھی وہی پڑے ہوئے تھے وہ چاہتے تو عمران کو گن پوائنٹ پر رکھ کر اس کو ہاتھ روکنے پر مجبور کر سکتے تھے لیکن وہ بدحواس ہو چکے تھے اس لئے موقع پر عقل نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا، اور ان کو بھاگنے میں ہی عافیت نظر آئی، اپنی کار میں بیٹھ کر وہ بھاگ نکلے، اپنے بے ہوش ساتھیوں کا بھی خیال نہیں رہا۔

عمران نے ان کا ایک ریوالور اٹھا کر ان کی کار پر فائیر کیا، لیکن کار ریوالور کی رینج سے باہر جا چکی تھی، اس لئے فائیر کارگر ثابت نہ ہو سکے، مجبوراً عمران نے ریوالور پھینک دیا اور ان تینوں بے ہوش آدمیوں کے ہاتھ ان ہی کی ٹائی سے ان کی پشت پر باندھ کر اپنی کار

میں ٹھونسنے لگا، پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ دانش منزل کے کمپاؤنڈ میں نظر آیا، ڈیش بورڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور دروازے میں ایک خلا نمودار ہوا اس میں اس نے ہاتھ ڈالا اور وہ دونوں چائے کی پیالیاں نکال لیں، جن میں کچھ دیر قبل کیپٹن کریم نے اور سائرہ نے چائے پی تھی، ان پیالیوں کو اس نے کوٹ کی جیب میں اس حفاظت سے رکھا کہ اس پر ثبت انگلیوں کے نشان ضائع نہ ہونے پائیں۔ بڑا انسپکٹر اس کی کوٹ کی جیب میں موجود تھا وہ دانش منزل کے اندر پہنچ کر اس کمرے میں چلا گیا جو بلیک زیرو کے لئے مخصوص تھا۔

بلیک زیرو اندر ہی موجود تھا وہ عمران کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آیئے جناب۔" وہ خوشدلی سے عمران سے ہاتھ ملا کر مسکرایا۔

"باہر میری کار میں تین آدمی بے ہوش پڑے ہیں ان کو اٹھوا کر قیدیوں والے کمرے میں پہنچوا دو۔"

"ابھی ہو جائے گا۔"

"ان پیالیوں پر موجود فنگر پرنٹ مجھے فوراً چاہئے۔" عمران اس کی جانب دونوں کپ بڑھا کر خود ایک صوفے پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"ابھی حاضر کرتا ہوں۔"

"اور ہاں سنو اس خنجر کے فنگر پرنٹ کی دوسری کاپی بھی لیتے آنا جو میں نے تم کو دیا تھا۔"

"ایک گھنٹہ میں حاضر کرتا ہوں، آپ بے فکر رہئے۔" بلیک زیرو نے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

عمران بھی اٹھا اور اپنے کمرے میں آ گیا پھر ایک بٹن دبا کر روکو کو بلایا اور اس سے چائے منگوائی اور اس کے ہلکے ہلکے گھونٹ لینے لگا۔

(۱۳)

وہ ایک بڑا سا ہال تھا اس میں کئی لوگ بیٹھے نظر آ رہے تھے، ان کی تعداد بیس پچیس سے کسی طرح کم نہ رہی ہوگی، ایک بلند مقام پر ایک نقاب پوش بیٹھا ہوا تھا وہ ان سب کا باس نظر آ رہا تھا، کچھ دیر بعد وہ بولا۔

"ڈیشل کرافٹ تم نے کیسے آدمی بھیجے تھے کہ ایک آدمی کو بھی قابو میں نہ کر سکے، اور اپنے تین آدمی چھوڑ بھاگے اس کا کیا جواب ہے تمہارے پاس۔"

"میں کیا جواب دوں باس میں نے تو اپنے طور پر بہترین آدمی بھیجے تھے، لیکن ان کی حماقت مجھ پر آج پہلی مرتبہ واضح ہوئی ہے۔"

"تم کو تمہاری بے وقوفی کی سزا ضرور ملے گی، تم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ معاملہ کتنا اہم ہے۔"

"م... ے... میں کیا کروں باس وہ تنہا کئی لوگوں پر بھاری ہے۔"

"کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا تم مسلح تھے اور وہ غیر مسلح، میں نے تم کو پہلے سے آگاہ کر دیا تھا۔" باس غرایا اس کی غراہٹ بالکل کسی بھیڑیے کی آواز سے مشابہ تھی۔

"مجھے معاف کر دو باس۔" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"نہیں تم کو کسی بھی صورت میں معاف نہیں کیا جا سکتا، ایک کو سزا ملے گی تو سب کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے تم سب کاہل اور نکمے ہو گئے ہو۔"

"اس کو معاف کر دو باس۔" ہال میں دفعتاً کئی آوازیں گونج اٹھیں۔

"اچھا اچھا میں اس بارے میں غور کروں گا۔"

"شکریہ باس۔" بیک وقت کئی آوازیں ہال میں گونج اٹھیں۔

"ہورس۔"

"یس باس۔" ایک آدمی اپنی جگہ سے اٹھا پھر جھکی ہی گردن خم کر کے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"تم اس کو زندہ یا مردہ میرے سامنے حاضر کرو صرف چوبیس گھنٹے کا ٹائم ہے تمہارے پاس، ویسے زندہ زیادہ بہتر رہے گا تا کہ میں خود اس کو اپنے ہاتھوں سے سزا دے سکوں۔"

"او کے باس۔" ہورس کہہ کر دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

"یہ ڈاکٹر شہریار کہاں غائب ہو گیا۔" کچھ دیر بعد باس بولا۔

"نہ جانے کہاں چلا گیا ہے، کل اس کی طرف سے انجکشنوں کی کھیپ بھی آنے والی ہے۔" ایک آدمی بولا۔

"اس سے قبل تو کبھی غائب نہیں ہوا۔" باس ایسے انداز میں بولا جیسے اس کو علم ہو کہ ڈاکٹر شہریار کہاں ہے لیکن وہ اپنے
آدمیوں کو بتانا نہ چاہتا ہو۔

"اچھا باس اب میں چلتا ہوں تا کہ آپ کے حکم کی جلد سے جلد تکمیل ہو سکے۔" ہورس نے کہا اور ہال سے باہر چلا گیا۔

(۱۴)

عمران ایک گھنٹے سے کمرے میں بیٹھا اونگھ رہا تھا، کہ بلیک زیرو کمرے میں داخل ہوا۔

"کافی وقت لگا دیا۔"

"موازنہ کرنے میں کچھ وقت صرف ہو گیا۔"

"کیا نتیجہ نکلا۔"

"اس پیالی کے فنگر پرنٹ چاقو سے مشابہ ہیں۔" بلیک زیرو ایک پیالی اور دو فنگر پرنٹ کی دو شیٹیں اس کی جانب بڑھاتا ہوا بولا۔

"اچھی طرح سے دیکھا ہے۔"

"جی ہاں کمپیوٹر کی رپورٹ بھی یہی ہے۔"

"اچھا ذرا ریکارڈ روم سے ڈبل ایکس فائل نکال لاؤ۔"

"ابھی لاتا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا کچھ دیر بعد وہ بغل میں فائل دبائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا اور فائل عمران کی جانب بڑھا کر خود ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

عمران اس سے فائل لے کر کافی دیر تک مطالعہ کرتا رہا، پھر خنجر اور پیالی پر پائے جانے والے دونوں فنگر پرنٹ کا موازنہ خنجر کے فنگر پرنٹ سے کرتا رہا۔

بلیک زیرو کچھ ہی دیر بعد اٹھ کر چلا گیا تھا۔

عمران اٹھا اور باہر آ گیا وہ اپنی ٹو سیٹر ڈرائیو کر رہا تھا اس کا رخ نواب اختر کی کوٹھی کی جانب تھا۔

پھر جیسے ہی عمران اس سڑک پر مڑا جس پر کچھ دیر اس پر حملہ ہو چکا تھا پانچ آدمی ہاتھوں میں ٹامی گن لئے جھاڑیوں سے برآمد ہوئے اور عمران کی کار کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے، عمران کی کار ان سے اتنی نزدیک تھی کہ اس کو مجبوراً بریک لگانے پڑے درات

کے گیارہ بج رہے تھے اور پوری سڑک سنسان پڑی تھی۔

عمران جیسے ہی کار روک کر نیچے اترا ویسے ہی دو ہاکی گنیں اس کے دونوں پہلوؤں سے آلگیں، دوسرے ہی لمحے اس کا بغلی ہولسٹر خالی کر دیا گیا۔

وہ ابھی کوئی قدم اٹھانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کے سر پر ایک شدید ضرب پڑی اور وہ اپنے ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گیا، بے ہوش ہوتے ہوئے اس نے چاند تاروں کے نظارے ضرور دیکھیں ہوں گے ضرب اتنی ہی شدید تھی کہ عمران جیسا آدمی بھی پہلی ہی چوٹ میں بے ہوش ہو گیا تھا۔

وہ اتنی آسانی سے مار کھا جانے والوں میں سے نہیں تھا، لیکن حملہ اچانک ہوا تھا اس لئے چوک ہو گئی تھی۔

بے ہوش ہو جانے کے بعد انھوں نے اس کو جھاڑیوں میں پوشیدہ ایک کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور ایک جانب روانہ ہو گئے، ہاتھ پیر پہلے ہی باندھے جا چکے تھے۔

(۱۵)

دوبارہ ہوش میں آنے پر اس نے اپنے آپ کو ایک ایسے کمرے میں پایا جس میں گھپ اندھیرا تھا اس نے اٹھنا چاہا لیکن کراہ کر رہ گیا، کراہ بے ساختہ اس کے منہ سے نکل گئی تھی، ایک تو وہ رسیوں سے جکڑا ہوا تھا دوسرے سر کی چوٹ نے بھی کراہنے پر مجبور کر دیا تھا، سر بڑی شدت کے ساتھ درد کر رہا تھا وہ برا سا منہ بنا کر رہ گیا۔

کچھ دیر وہ آنکھیں بند کئے پڑا رہا پھر جیسے ہی اس نے آنکھیں کھولیں اس کو کچھ آہٹیں سنائی دیں، اس نے دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اور ایسا بن گیا جیسے ابھی تک بے ہوش ہو۔ دو آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور بلب روشن کر دیا پورے کمرے میں روشنی پھیل گئی۔

عمران نے اپنی آنکھوں میں ہلکی سی دراز کر کے ان دونوں کو دیکھا ان کے ہاتھوں میں آٹومیٹک پستول تھے۔

ان دونوں میں سے ایک نے اپنا پستول اپنے دوسرے ساتھی کو پکڑا دیا اور خود جھک کر عمران کی رسیاں کھولنے لگا، اس کا دوسرا ساتھی بے حد چوکنا نظر آ رہا تھا وہ ان سے تقریباً دس گز کے فاصلے پر کھڑا تھا نظریں عمران پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

رسی کھولنے کے بعد وہ دور ہٹ آیا اور اپنے ساتھی سے اپنا پستول واپس لے لیا، عمران بدستور آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔

"چپ چاپ ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔" ان میں سے ایک دھاڑا جو اپنے ساتھی کا پستول لئے کھڑا تھا۔

عمران کے جسم کو ہلکی سی بھی جنبش نہیں ہوئی۔

"میں کہتا ہوں کہ ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا، ہمیں علم ہے کہ تم اب بے ہوش نہیں ہو۔" پہلا ہی بولا۔

"یار میرے ہاتھ بہت درد کر رہے ہیں ذرا ان کو اٹھانے میں میری مدد کرو۔" عمران کراہ کر اٹھتا ہوا بولا وہ حیران تھا کہ ان کو کیسے علم ہو گیا کہ وہ ہوش میں آ گیا ہے جب کہ اس نے ایسی کوئی حرکت بھی نہیں کی تھی۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" پہلا والا گرجا دوسرا بدستور خاموش کھڑا صرف ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"اٹھاتا ہوں یار چلاتے کیوں ہو۔" عمران برا مان جانے والے انداز میں بولا، اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دئے۔

"اب کمرے سے باہر نکل کر دائیں جانب مڑو اور سیدھے چلتے رہو۔" دونوں کے پستول اس کے پہلو سے آ لگے، عمران دروازے سے باہر نکل آیا اور ان کی ہدایت کے مطابق چلنے لگا۔

"اب پھر دائیں جانب مڑو اور سامنے والے کمرے میں داخل ہو جاؤ، اگر کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا۔" ایک موڑ پر پہنچتے ہی پہلا والا بولا۔

عمران ان کے کہنے کے مطابق مڑ گیا، اور جس کمرے میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا تھا وہ اس کمرے میں داخل ہو گیا پھر عمران بولا۔

"یار کیا تم لوگ اپنا نام بھی نہ بتاؤ گے۔"

"خاموش رہو۔" پہلا والا بولا، دوسرا خاموش ہی تھا۔

"میرے بولنے پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا ویسے اگر نام نہ بتانا چاہو تو نہ بتاؤ، مجھے ہرگز اعتراض نہ ہوگا۔" عمران اکڑ کر بولا۔

"گولی مار دوں گا۔" پہلا والا غرایا۔

"مار بھی دو یار تین چار مرتبہ کہہ چکے ہو ویسے کہو تو ایک راز کی بات بتاؤں۔" عمران ان کی جانب مڑتا ہوا بولا۔

"نہیں پیچھے مڑنے کی کوشش مت کرنا۔" پہلا والا دھاڑا۔

وہ اسے لے کر دوسرے کمرے میں آئے کمرے میں کئی لوگ موجود تھے، ان میں سے ایک نقاب پوش تھا۔

"آؤ آؤ۔" نقاب پوش بولا۔

"آ گیا جناب عالی۔" عمران بھی چہکارا۔

"زیادہ خوش مت ہو ابھی تم کو ختم کر دیا جائے گا۔"

"واہ۔ واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے میں تو بہت دنوں سے اوپر جانے کی تمنا کر رہا ہوں، بس پیارے اب فوراً مجھے اوپر پہنچانے کا بندوبست کرو میری بیوی تو آج تک اوپر پہنچانے کی بات ہی کہتی رہی ہے تم پہلے آدمی ..... مم۔ میرا مطلب ہے کہ پہلی عورت ہو جس نے مجھے اوپر ......"

"شٹ اپ۔" نقاب پوش چیخا۔

"ارے بھائی ناراض کیوں ہوتے ہو اگر اپنے آپ کو عورت کہلوانا پسند نہیں تو نقاب کیوں پہنے ہو۔" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔

"تم سے مطلب۔" نقاب پوش ایسے انداز میں چنگھاڑا جیسے کسی بچے کو لالی پاپ لینے سے منع کیا گیا ہو اور وہ اس کا مطلب پوچھ رہا ہو۔

"مطلب کیوں نہیں ہے، پہنے نقاب ہیں اور بولتے ہیں آدمی کی طرح ارے اتنا ہی شوق ہے تو عورتوں کی طرح بولا بھی کرو۔" عمران بھی اسی کے سے انداز میں چیخا۔

"شٹ اپ۔" نقاب پوش گلا پھاڑ کر چیخا۔

"میرے آدمی کہاں ہیں۔"

"کون سے آدمی۔"

"وہی جنھوں نے تم پر حملہ کیا تھا۔"

"میں کیا جانوں، حملہ انھوں نے کیا تھا یا میں۔"

"بکواس مت کرو جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔"

"جواب میرے پاس کہاں ہے۔"

"شٹ اپ۔" باس دھاڑا، پھر اپنے آدمیوں کو اسے واپس لے جانے کا اشارہ کیا۔

وہ دونوں اس دھکیلتے ہوئے واپس اسی کمرے میں لے آئے جس میں وہ کچھ دیر قبل موجود تھا وہ اس کو کمرے میں چھوڑ کر واپس چلے گئے، اس مرتبہ اس کے ہاتھ نہیں باندھے گئے تھے۔

عمران بوجھل قدموں سے چلتا ہوا مسہری پر جا بیٹھا پھر لیٹ گیا، دس منٹ لیٹنے کے بعد وہ اٹھا اور زور زور سے دروازہ بجھڑ بجھڑانے لگا۔

کمرے کا جائزہ وہ پہلے ہی لے چکا تھا اس بات کا اس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اس وقت ایک تہہ خانے میں موجود ہے۔

باہر قدموں کی چاپ سنائی دی پھر دروازے کے قریب رک کر باہر ہی سے پوچھا گیا، لہجہ اچھا نہیں تھا۔

"کیا بات ہے۔"

"بھوک لگی ہے۔" عمران پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کراہتا ہوا بولا۔ "صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے۔"

"تھوڑی دیر انتظار کرو۔" باہر سے آواز آئی اور قدموں کی آہٹ دور ہونے لگی۔

بیس منٹ بعد پھر قدموں کی آہٹ سنائی دی، عمران کے کمرے کے سامنے آ کر آہٹ ختم ہو گئی، دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلا اور دو آدمی کمرے میں داخل ہوئے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ دوسرا اپنے ہاتھوں پر کھانے کی ٹرے اٹھائے ہوئے تھا۔

وہ ٹرے رکھ کر جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ عمران ہاتھ اٹھا کر سنجیدگی سے بولا۔

"میں کھانا کھانے کے بعد چرس کے دم لگاتا ہوں۔"

"مہیا کر دی جائے گی۔" ٹرے لانے والے نے کہا اور وہ دونوں باہر نکل گئے دروازہ باہر سے مقفل کر دیا گیا۔

عمران کی سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آ سکی تھی کہ اس کو یہاں پر پکڑ کر لانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے، قتل تو وہیں پر کر سکتے تھے جہاں سے اس کو پکڑا تھا۔

کھانا کھاتے ہوئے وہ یہاں سے نکلنے کے بارے میں غور کرنے لگا۔

کھانا کھانے کے بعد اس نے نیپکین سے ہاتھ صاف کیا اور مسہری پر آ کر بیٹھ گیا اور کچھ سوچنے لگا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ دروازہ پھر کھلا ایک آدمی اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں کافی کی ٹرے تھی اور ٹرے میں ایک پاؤچ چرس کا بھی رکھا ہوا تھا اس کے پیچھے بھی ایک آدمی تھا اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی وہ کھانا لانے والوں میں سے نہیں تھا۔

"تم لوگ کافی مہمان نواز لگتے ہو۔" عمران خوش دلی سے بولا۔

کوئی کچھ نہ بولا، وہ دونوں کافی کی ٹرے رکھ کر واپس چلے گئے دروازہ پہلے ہی کی طرح بند ہو چکا تھا۔

عمران نے کافی بنائی اور پینے لگا، کافی پینے کے بعد وہ مسہری پر دراز ہو گیا، چرس کا پیکٹ اس نے اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد اس کے خراٹے پورے کمرے میں گونج رہے تھے۔

دوسری صبح اس کی آنکھ حسب معمول کھل گئی، ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد اس نے دروازہ بجھڑ بجھڑایا، کچھ ہی دیر بعد دروازہ کھل گیا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا اس کے پیچھے ایک مشین گن بردار موجود تھا۔

"کیا بات ہے۔" آنے والے نے عمران سے پوچھا۔

"اماں یار یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے یہاں آنتیں اینٹھ رہی ہیں اور تم پوچھ رہے ہو کہ کیا بات ہے، کچھ ناشتہ وغیرہ کا بھی انتظام کرو۔"

"کچھ دیر صبر کرو ناشتہ آنے ہی والا ہے۔" وہی آدمی بولا۔

"چیونگم بھی ختم ہو گئے ہیں۔"

"وہ بھی آ جائیں گے۔" ان میں سے ایک نے کہا اور دونوں باہر نکل گئے۔

دس منٹ کے بعد ناشتہ آ گیا ناشتہ کے ساتھ چیونگم بھی تھے، عمران ناشتہ پر ایسے ٹوٹ پڑا جیسے کئی دنوں کا بھوکا ہو۔

ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد اس نے چیونگم کا ایک پیکٹ پھاڑا اور اس میں سے دو تین پیس نکال کر منہ میں ڈال کر دانتوں سے ہلکے ہلکے کچلنے لگا۔

جانے نہیں یہ لوگ اس سے کیا چاہتے تھے، ابھی تک ان کا مقصد واضح نہیں ہو سکا تھا، نقاب پوش نے کہا تھا کہ اس کو قتل کرنے کے لئے یہاں لایا گیا ہے تو پھر اس کو قتل کرنے میں کیا چیز مانع ہو رہی تھی، ہو سکتا ہے وہ اس سے اپنے گمشدہ آدمیوں کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کریں، ضرور یہی بات ہو گی وہ پہلے اس سے اپنے آدمیوں کا پتہ معلوم کریں گے پھر اس کو قتل کر دیں گے، عمران کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ وہ اس کا کیا کریں گے وہ تو صرف یہ سوچ رہا تھا کہ اس کو یہاں سے چھٹکارا کیوں کر ملے گا۔

وہ کافی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر آ کر مسہری پر لیٹ گیا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ مسہری سے اٹھا اور جا کر واش روم سے پانی پیا، اس کے بعد دروازہ بجھڑ بجھڑانے لگا وہ اب کچھ کر گزرنے کے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔

فوراً ہی راہداری میں آہٹ سنائی دی اور دروازے کے باہر ہی سے رک کر پوچھا گیا۔

"کیا بات ہے، بار بار پریشان مت کرو۔"

"بات یہ ہے پیارے بھائی کہ یہاں واش روم میں پانی نہیں آ رہا ہے اور مجھے زور بہت تیزی کے ساتھ بے چین کر رہا ہے، جلدی کچھ انتظام نہ کیا تو ہو سکتا ہے کہ میری پتلون خراب......"

"اچھا اچھا ہم دیکھتے ہیں کہ پانی کیوں نہیں آ رہا ہے۔" باہر سے ہنسی کی آواز سنائی دی۔

"اماں تم کہاں تکلیف کرو گے بس لوٹے میں پانی لا کر دے دو میرا کام چل جائے گا۔"

"نہیں اوپر سے ہی چیک کئے لیتا ہوں۔" باہر سے سخت لہجے میں آواز آئی۔

"اچھا تو واپسی میں کافی لیتے آنا۔" عمران بوکھلا کر بولا، اس نے سوچا تھا کہ کسی طرح سے دروازہ کھلے تو وہ اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کرے لیکن معاملہ الٹا ہو گیا۔

"اچھا۔" باہر سے آواز آئی اور قدموں کی آہٹ بدستور دور ہوتی چلی گئی۔

عمران آ کر دوبارہ مسہری پر بیٹھ گیا۔

پندرہ منٹ کے بعد دروازہ پر آہٹ ہوئی اور عمران سے کہا گیا کہ کافی اس وقت نہیں مل سکتی۔

"ارے نہیں بھائی اگر پانی نہیں ہے تو کافی ہی سے کام چلا لوں گا۔"

"بھلا کافی سے کیسے کام چلے گا۔"

"کافی پینے سے پیٹ کی مروڑ ختم ہو جاتی۔" عمران بزرگانہ انداز میں بولا۔

"مجبوری ہے کافی بنانے والے نوکر کے ہاتھ میں چوٹ آ گئی ہے اور وہ کسی بھی صورت میں کافی بنانے پر آمادہ نہیں ہے۔"

اس پر عمران نے با آواز بلند کافی بنانے والے نوکر کو گالی سے نوازا پھر باہر کھڑے آدمی کو مخاطب کرتا ہوا بولا۔

"بس تو پھر ایک لوٹا پانی ہی دے دو پیٹ کی تکلیف تو کم ہو۔"

"میں اوپر جا کر سارا سسٹم چیک کر چکا ہوں تم ایک مرتبہ واش روم میں جا کر پھر سے چیک کر لو۔"

عمران واش روم کی جانب بڑھ گیا، پھر اس نے واش روم کا دروازہ جھٹکے سے کھولا تا کہ باہر کھڑا ہوا آدمی بھی دروازہ کھلنے کی آواز سن لے وہ کچھ دیر وہیں کھڑا رہا پھر واپس دروازے پر آ کر بولا۔

"کیا تم موجود ہو پیارے بھائی۔"

"ہاں کہو کیا بات ہے۔"

"تو پیارے بھائی بات یہ ہے کہ نلکوں میں پانی اب بھی نہیں آ رہا اور اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا ہے۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا، لہجہ ایسا تھا جیسے اب رو دیا تب رو دیا۔

"رکو میں آ کر دیکھتا ہوں لیکن خبردار کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش مت کرنا۔"

"میں کیا غلط حرکت کروں گا میرے تو خود ہی پیٹ میں غلط حرکت ہو رہی ہے۔"

"خبردار کرنا میرا فرض تھا۔" باہر سے قفل میں کنجی ڈال کر گھمانے کی آواز آئی اور دروازہ کھل گیا، اس مرتبہ اس کے کور کے لئے کوئی موجود نہیں تھا وہ خود بھی ہی مشین گن لئے ہوئے تھا بغلی ہولسٹر میں ریوالور بھی موجود تھا، پھر وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا عمران اس پر ٹوٹ پڑا اس کا ایک ہاتھ اس کی گردن پر پڑا اور دوسرا ہاتھ مشین گن پر، عمران کا ہاتھ شکار کی گردن پر کستا ہی چلا گیا، اس کا شکار ایک منٹ کے اندر ہی اندر بغیر آواز نکالے ہی ٹھنڈا ہو گیا، عمران نے دروازہ بھیڑا اور اس کو گھسیٹتا ہوا واش روم تک لایا اندر ڈال کر اس نے واش روم کا دروازہ باہر سے بند کر دیا اس کی مشین گن اور ریوالور پر وہ پہلے ہی قبضہ کر چکا تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ دروازے کے پاس آیا، بغلی سے گردن باہر نکال کر جھانکا راہداری سنسان پڑی تھی، وہ اسی طرف چل پڑا جس طرف اس کو ایک مرتبہ پہلے بھی لے جایا گیا تھا۔

نقاب پوش اسی کمرے میں موجود تھا وہ بیٹھا اس وقت شراب پی رہا تھا۔

وہ اپنی مخصوص اونچی کرسی پر بیٹھا تھا اس کی کرسی عجیب و غریب تھی، بائیں جانب کے ہتھے میں کئی رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے، کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا۔

دفعتاً اس نے ہتھے میں لگے ہوئے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا، کچھ ہی دیر بعد ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا بات ہے باس۔"

"کالے کو اندر بھیج دو۔"

"اچھا باس۔" آدمی کہہ کر الٹے قدموں واپس چلا گیا۔

کچھ ہی دیر بعد ایک بھیانک شکل کا آدمی اندر داخل ہوا، اس کی پیشانی پر ایک گہرا زخم کا نشان تھا وہ اس قدر گہرا تھا کہ دیکھ کر وحشت سی ہونے لگتی تھی، پیشانی کے گہرے زخم نے اس کو بھیانک بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا باس۔" کالے بولا۔

"ہاں۔" باس نے صرف مختصری ہاں پر اکتفا کیا۔ کالے اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا۔

"یہ بتاؤ کہ وہ لندن والی جو انجکشنوں کی کھیپ گئی تھی اس میں کتنا نفع ہوا تھا۔"

"ساڑھے تین لاکھ، اور میڈرز والی کھیپ میں سات لاکھ چالیس ہزار۔"

"اور دوسری کھیپوں کا کیا رہا۔"

"ان کے پیسے بھی ملنے ہی والے ہیں آج شام تک مل جائیں گے۔"

"کہیں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی۔"

"نہیں باس۔"

"ارے ہاں اس کا کیا ہوا وہ ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا کیا نام ہے اس کا......" باس اپنے ذہن پر زور دیتا ہوا بولا۔

"علی عمران۔"

"ہاں ہاں وہی۔"

"کمرے میں بند ہے بس آپ کے حکم کا انتظار ہے۔"

"آج ہی میں اس سے پوچھ گچھ کروں گا، کئی آدمیوں کو غائب کر چکا ہے۔"

"مجھے علم ہے باس میں ان کے لئے کافی پریشان ہوں۔"

"میں اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا۔"

"میرا خیال ہے کہ......"

"اپنا خیال تم اپنے پاس ہی رکھو۔" باہر سے آواز آئی، یہ آواز سو فیصد عمران کی تھی۔

"کون ہے بے۔" کالے دھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا ورنہ جسم چھلنی ہو کر رہ جائے گا تم لوگ مشین گن کے نشانے پر ہو۔"

"کون ہو تم۔" باس بولا۔

"میں کوئی بھی ہوں تم سے مطلب، تم عورت ہو اس لئے خاموش رہو میں عورتوں سے بولنا قطعاً پسند نہیں کرتا۔"

"ابے خبیث تو ہے یہاں کیسے آ مرا۔" باس دھاڑا۔

"اللہ جسے چاہے جہاں پہونچائے تم سے مطلب۔" عمران عقیدت مندانہ انداز میں بولا۔

"تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔" باس دھاڑا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو میں سمجھ لوں گا۔"

"اے مرد کا بچہ ہے تو سامنے آ۔" کالے دھاڑا۔

"میں مرد کا بچہ نہیں ہوں مجھے ایک عورت نے جنم دیا تھا اس لئے سامنے ہرگز نہ آؤں گا، تم فکر نہ کرو۔"

"تیری تو ایسی کی تیسی۔"

"اب تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھادو، اور ہاں تم کھڑے کھڑے اس کا منہ کیا دیکھ رہے ہو اپنے چیلے کالے کے ہاتھ پاؤں اس کی ٹائی سے باندھ دو ارے تم ابھی تک کھڑے ہو۔"

"تم سامنے کیوں نہیں آتے۔" باس بولا۔

"اس لئے کہ کہیں تمہاری قاتل نظر کا شکار نہ ہو جاؤں شاید تم کافی حسین ہو اس لئے ہر وقت نقاب پہنے رہتے ہو۔"

"شٹ اپ۔" باس غرایا۔

"تم کالے کے ہاتھ پاؤں باندھ دو۔"

"باس بے حس وحرکت کھڑا رہا۔"

اچانک عمران نے فائر کر دیا اور وہ دونوں لڑکھڑاتے ہوئے ایک کونے میں جا دبکے، گولیاں پچھلی دیوار میں جا کر پیوست ہو گئیں۔

"اگر اب بھی تم نے تاخیر کی تو اس مرتبہ گولیاں تمہارے جسم میں پیوست ہو جائیں گی، اور تم شاید مدد کا انتظار کر رہے ہو اس خوش فہمی میں مبتلا مت ہو کیوں کہ تمہارے سارے ساتھی اپنے اپنے کمروں میں بے بس پڑے ہوئے ہیں۔"

"ب... ب باندھ دو باس۔" کالے گھبرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"شاباش اتنی جلدی گھگھی بندھ گئی۔" عمران مسخرانہ انداز میں بولا۔

نقاب پوش کچھ نہیں بولا وہ کانپتے قدموں سے کالے کی طرف بڑھا، پھر اس کی ٹائی کھول کر اس کے ہاتھ پیر باندھنے لگا، کام سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اس طرف دیکھ جس طرف سے عمران کی آواز آ رہی تھی۔

"شاباش تم تو کافی سمجھدار ہو۔" عمران کی آواز آئی۔ "اب جو کچھ تمہاری جیب میں ہے اس کو نکال کر فرش پر ڈال دو، کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش مت کرنا۔"

نقاب پوش نے اپنی جیب سے ایک ریوالور اور ایک چاقو نکال کر فرش پر ڈال دیا۔

"اب اس طرح ٹھوکر مارو کہ دونوں چیزیں سرکتی ہوئی دروازے تک با آسانی پہونچ جائیں۔" عمران بدستور اوٹ میں تھا۔

نقاب پوش نے باری باری دونوں چیزوں میں ٹھوکر مار کر ان کو دروازے کے نزدیک کر دیا۔

عمران اوٹ سے نکل کر اندر داخل ہوا اس نے ان چیزوں پر احتیاط سے رومال ڈال کر جیب میں حفاظت سے رکھ لیا، پھر چلتا ہوا نقاب پوش کے سامنے جا کھڑا ہوا اور بولا، فاصلہ کافی برقرار رکھا تھا۔

"کیا آپ اپنا چہرا دکھانا پسند فرمائیے گے۔"

"شٹ اپ۔" نقاب پوش حلق کے بل چیخا۔

"ابا تو خفا کیوں ہوتے ہو، پیارے کیوں دو گے نہیں دکھاؤں گا۔"

کالے بے بسی سے عمران کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

"ہاں تو مسٹر نگ... ک... تمہیں مسٹر نقاب پوش داراب اختر کو آپ نے خود قتل کیا تھا یا کروایا تھا۔"

"میں کسی داراب اختر کو نہیں جانتا۔"

"بکواس نہ کرو اگر تم نے اس کو قتل نہ کیا ہوتا تو میں یہاں نہ موجود ہوتا۔" عمران غرایا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔"

"تم مجھے یہاں کیوں لائے تھے۔" عمران نے پوچھا۔

"تم کو قتل کرنے تم نے میرے کئی آدمیوں کو پکڑ لیا ہے۔"

"دلاور کہاں ہے۔"

"دوسرے کمرے میں۔"

"اس کو کیوں اغوا کیا گیا تھا۔"

"محض اس لئے کہ تم اس کے اغوا کے ہی سلسلہ میں الجھے رہو گے۔"

"داراب اختر کو کس نے قتل کیا ہے۔"

نقاب پوش نے عمران کے سوال کا جواب نہ دے کر اس کی مشین گن کی پرواہ نہ کرتے ہوئے عمران پر چھلانگ لگا دی، عمران مشین گن ایک طرف ڈال کر پھرتی سے جھکا اور نقاب پوش اس کے اوپر سے ہوتا ہوا سامنے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

عمران اس وقت دنگ رہ گیا جب وہ گرتے ہی دوبارہ اس پھرتی سے اٹھا تھا جیسے سیسہ بھری ہوئی گڑیا ہو جس کے پیروں میں سیسہ بھرا ہوتا ہے جو ایک لمحے کے لئے بھی نہیں لیٹ سکتی۔

وہ پلٹ کر عمران پر آ پڑا، عمران نے بائیں جانب جھک کر اپنے آپ کو بچایا، اور پھر اتنی سرعت سے لیٹ کر نقاب پوش کے پیٹ پر لات ماری، نقاب پوش اس مرتبہ بڑی زور سے کراہا، اور عمران سے لپٹ پڑا، عمران نے اس کی کھوپڑی پر پے در پے تین چار گھونسے رسید کر دیے، لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے اس پر کچھ اثر ہی نہ ہوا ہو اس نے جونک کی طرح لپٹ کر عمران کی کمر پکڑ لی۔

عمران نے اپنی دونوں ٹانگیں تھوڑی چوڑی کی اور دوبارہ پیر تھوڑا سا آگے کیا اور جھکتا چلا گیا پھر اس نے اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے اپنے ہاتھ نکال کر نقاب پوش کی ایک ٹانگ پکڑ کر زور سے کھینچی، نقاب پوش کی ٹانگ کھینچی تو اس نے بوکھلا کر عمران کی کمر چھوڑ دی اور یہیں پر وہ غلطی کر گیا عمران نے اس کی ٹانگ زور سے کھینچی تھی اس لئے وہ الٹ کر فرش پر گر گیا، عمران نے اپنا گھٹنا موڑ کر اس کے سینے پر مارا اور نقاب پوش درد سے کراہ اٹھا، عمران نے ایک گھونسہ اس کی کنپٹی پر رسید کر دیا نقاب پوش بے ہوش ہو گیا۔

عمران نے اس کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور اس کمرے کی طرف چل دیا جس میں اس کو قید کیا گیا تھا، اس سے قبل اس نے کالے کی کنپٹی پر گھونسہ مار کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

باس کے سب آدمیوں کو اس نے بڑی ہوشیاری سے ایک کمرے میں قید کر دیا تھا۔
کمرے میں پہنچ کر اس نے نقاب پوش کو اس نے زمین پر ڈال دیا، کچھ ہی دیر بعد کالے بھی اسی کمرے میں موجود تھا۔

اب مسئلہ یہاں سے باہر نکلنے کا تھا، جہاں عمران قید تھا اس کی بناوٹ سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی تہہ خانہ ہے، عمران ایک بار پھر پلٹ کر اسی کمرے میں آیا جس میں اس کی اور نقاب پوش کی لڑائی ہوئی۔

کچھ ہی دیر بعد وہ ادھر ادھر کی دیواریں کھنگھالتا پھر رہا تھا، اچانک اس کی نظر اس کرسی پر پڑی جس پر نقاب پوش بیٹھا کرتا تھا وہ کرسی کی طرف بڑھ گیا، کرسی کے پیچھے پر اس کو چار بٹن نظر آئے، سبز، زرد، نیلا اور سرخ، عمران نے آگے بڑھ کر سبز رنگ کے بٹن پر انگلی رکھ دی، کہیں دور گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی، پھر عمران نے سبز بٹن سے انگلی ہٹا کر زرد بٹن پر رکھ دی، ایک دم سے گڑگڑاہٹ سنائی دی اور ایک جانب کی دیوار پر خلا نمودار ہوا جس سے اوپر تک سیڑھیاں گئی ہوئی تھیں، عمران لمبے لمبے قدم رکھتا ہوا زینوں سے اوپر پہنچ گیا زینوں کا اختتام ایک کمرے میں ہوا تھا جس میں اندر کی طرف سے تالا لگا ہوا تھا تالا کوئی خاص مضبوط نہیں تھا عمران کی مشین گن کے ایک ہی ہٹ نے اس کو توڑ دیا عمران نے جلدی سے کنڈی ہٹائی اور دروازہ کھول کر باہر نکل کر چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور ایک ٹھنڈی سانس کھینچ کر رہ گیا وہ اس وقت نور پور کی پہاڑیوں پر تھا شہر سے تقریباً پچیس تیس میل دور۔

عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے بلیک زیرو سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا، ان لوگوں نے اس کی گھڑی اس کی کلائی ہی پر رہنے دی تھی جو در اصل واچ ٹرانسمیٹر تھی۔

رابطہ قائم کرنے کے بعد وہ بلیک زیرو کو کچھ ہدایت دینے لگا، پھر ہدایات دینے کے بعد وہ ایک نسبتاً مسطح چٹان پر آ بیٹھا رخ ایسا رکھا تھا کہ کمرے کے دروازے پر اچھی طرح نظر رکھ سکے، مشین گن اس کے ہاتھ ہی میں تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے انتظار کے بعد اس کو اپنی طرف تین گاڑیاں آتی دکھائی دیں، یہ اس کے محکمے کی گاڑیاں تھیں، پہلی کار سے خاور اور چوہان اترے، جبکہ دوسری کار سے جولیا اور صفدر اتر کر پہنچ آئے، تیسری کار میں تنویر اور صدیقی تھے، ان سب نے اتر کر چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور پھر ان کو عمران نظر آ گیا وہ اسی کی طرف چل پڑے۔
"میرے پیچھے آؤ۔" عمران نے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا اس کے بعد زینے اترتے ہوئے اس کمرے میں جا پہنچا جس میں وہ قید تھا۔

سیکرٹ سروس کے ممبر اس کے پیچھے تھے وہ اس کے ساتھ ہی اندر داخل ہوئے، عمران نے واش روم سے اس آدمی کو بھی باہر نکال لیا جس سے اس نے مشین گن چھین کر اسے بے ہوش کر دیا تھا، باس اور کالے ابھی تک بے ہوش تھے۔
"یہ کون ہے۔" جولیا نقاب پوش کی طرف انگلی اٹھا کر بولی۔
"دانش منزل چل کر ہی پتا چل سکے گا۔" عمران بولا۔
"پولیس کو مطلع کر دیا گیا یا نہیں۔" صفدر نے عمران سے پوچھا۔
"نہیں، جب تک ہم یہاں سے نہ نکل جائیں پولیس کو نہیں مطلع کیا جا سکتا۔" عمران نے کہا۔
"تم یہاں کیسے پہنچے۔" جولیا عمران سے بولی۔
"جیسے تم یہاں پہنچی ہو۔"
"سچ بتاؤ۔" جولیا بولی، لیکن عمران نے جواب دینے کے بجائے خاور اور چوہان کو مخاطب کر کے کہا۔
"خاور اور چوہان اس کو اٹھا کر اوپر اپنی کار تک لے چلو۔"
کچھ دیر بعد ہی سارے قیدی کاروں میں ٹھونس دیے گئے، اور ان کا قافلہ دانش منزل کی جانب روانہ ہو گیا۔

(۱۶)

یہ دانش منزل کا ایک ہال نما بڑا کمرہ تھا جس میں سیکرٹ سروس کے سارے افراد موجود تھے، سوائے عمران کے، ایک دوسرے کمرے میں سر سلطان بھی موجود تھے، عمران انہیں کے ساتھ تھا وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، ان کے سامنے ایک میز پڑی ہوئی تھی جس پر ایک چھوٹا سا مائیکروفون بھی رکھا ہوا تھا۔

سر سلطان بڑی بے چینی سے عمران کے بولنے کا انتظار کر رہے تھے، جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو وہ بولے۔
"تم کچھ بتاتے کیوں نہیں۔"
"صبر جناب صبر۔" عمران ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں بولا، ان کی آواز سیکرٹ سروس کے ممبروں نے بھی اپنے کمرے میں سنی تھی۔
"تم لوگ بھی بڑی بے صبری سے کہانی سننے کا انتظار کر رہے ہو گے۔" عمران ایکس ٹو کی آواز میں سیکرٹ سروس کے ممبروں کو مخاطب کرتا ہوا بولا۔
"جی ہاں۔" عمران کو سیکرٹ سروس کے ممبروں کی آواز سنائی دی، جس میں جولیا کی آواز واضح طور پر سنی گئی۔
"اچھا تم لوگ اٹھو اور حوالات نمبر چار کی طرف چلو میں بھی وہیں پہنچتا ہوں۔" عمران ایکس ٹو کی آواز میں بولا۔
"عمران اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا اس میں سے ایک نقاب نکالی اور اس کو پہن لیا، پھر سر سلطان کو لئے ہوئے حوالات نمبر چار کی طرف چل پڑا وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ سیکرٹ سروس کے کچھ ممبر بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کرتے ہوئے ٹہل رہے ہیں، وہ اس کو اور سر سلطان کو دیکھ کر مودب ہو گئے، عمران نے ایک کنجی نکال کر صفدر کی طرف بڑھائی اور اس کو حوالات کھولنے کا اشارہ کیا۔
وہ سب اندر داخل ہو گئے، نقاب پوش اس وقت ہوش میں تھا اس نے نظریں اٹھا کر ان سب کو دیکھا، پھر نظریں جھکا لیں اس کے چہرے پر نقاب اب بھی موجود تھا۔
"صفدر اس کا نقاب اتار دو۔" عمران ایکس ٹو کی آواز میں بولا۔
"جی اچھا۔" صفدر نے کہا اور اس کا نقاب ایک جھٹکے سے کھینچ کر اتار دیا، نقاب پوش نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔
اس کی نقاب اترتے ہی سر سلطان بڑے زور سے چونکے پھر ہکلاتے ہوئے بولے۔
"تت۔ تم۔ کیپٹن کریم۔ تم۔" کیپٹن کریم کچھ نہیں بولا۔ سیکرٹ سروس کے ممبر اس کو

حیرت سے دیکھے جا رہے تھے۔کیپٹن کریم نے اکڑوں بیٹھ کر اپنے گھٹنوں میں سر چھپا لیا۔

کچھ دیر بعد وہ سب واپس آ کر اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے عمران سر سلطان کو اپنے ساتھ لایا تھا،ان کے بیٹھ جانے کے بعد عمران نے ایکس ٹو کی بھرائی ہوئی آواز میں بولنا شروع کیا۔

''کیپٹن کریم ایک بہت ہی شاطر مجرم ہے،مجھے اس پر کافی پہلے سے شک تھا،اسی نے اپنے بھائی داراب اختر کو قتل کرایا تھا،داراب اختر کا قصور صرف اتنا تھا کہ اس نے اس کی باتیں ایک مرتبہ چھپ کر ریکارڈ کر لی تھیں،اور اس کے ہاتھ اس کے متعلق کچھ ایسے کاغذات لگ گئے تھے جس کی رو سے کیپٹن کریم کی مجرمانہ زندگی پر روشنی پڑتی تھی، داراب اختر اس کا سگا بھائی نہیں تھا،اس نے اس کو بلیک میل کرنے لگا،کوشش کی تھی، کیپٹن کریم نے اس کو سمجھایا کہ یہ اس کے لئے ہرگز نہ مناسب ہوگا کہ وہ اس کو قتل کر کے اس سے کاغذات حاصل کر لے،اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ وہ کاغذات اور اس کی آواز کا ٹیپ اس کے حوالہ کر دے،داراب اختر نے اس کو کاغذات دینے سے انکار کر دیا،تب مجبوری میں اس نے داراب اختر کو قتل کروا دیا،اس کو قتل کرنے والا دلاور تھا شہر کا مشہور بدمعاش،کیپٹن کریم نے اس سے قتل کروانے کے بعد اس کو غائب کر دیا تا کہ میں اس تک نہ پہنچ سکوں۔''

''کیا کیپٹن کریم کو اپنے قتل کا شبہ پہلے ہی سے تھا۔''سر سلطان بولے۔

''جی ہاں اس لئے اس نے آپ کے نام خط لکھا تھا۔''

''جب اس کو معلوم تھا کہ اس کا قاتل اس کا بھائی ہے تو اس نے سیدھے پولیس کو کیوں نہیں آگاہ کر دیا۔''سر سلطان بولے۔

''اس لئے کہ وہ بھی اس کو ان کاغذات کی بدولت بلیک میل کر رہا تھا،اس لئے پولیس کو مطلع کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔''

''تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے جو خط مجھے لکھا تھا وہ سراسر غلط تھا۔''

''جی ہاں بالکل غلط تھا اس میں اس نے غیر جانب داری سے کام لیا تھا یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی اس کو بلیک میل کر رہا ہے جو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

عمران کچھ دیر سانس لینے کے لئے رکا پھر کہنے لگا۔

''کیپٹن کریم اتنا ہوشیار تھا کہ اس قتل کا الزام داراب اختر کی لڑکی سائرہ کے سر رکھنے کی کوشش بھی کر ڈالی اس کو اس نے میری نظروں میں اچھی طرح مشکوک بنا دیا تھا،چوہان اور صدیقی کو وہ رات ضرور یاد ہوگی جب ایک نقاب پوش دلاور کو اس کے فلیٹ سے بے ہوش کر کے لئے ہوئے نکلا تھا۔

''جی ہاں ہم کو یاد ہے۔''دونوں ایک ساتھ بولے۔

''ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ وہ بے ہوش دلاور کو اپنے بنگلے تک لایا اور اس کو لے کر اندر چلا گیا،پھر اندر سے سائرہ برآمد ہوئی تھی اس نے کار کو لیا اور ایک جانب چل دی،یہ بھی کیپٹن کریم کی چال تھی کہ میں سائرہ کی طرف سے مشکوک ہو جاؤں اور اسی پر نظر رکھوں۔

''لیکن سائرہ واقعی رات کو باہر جانے پر آمادہ کیوں ہوئی تھی۔''چوہان بولا۔

''اس لئے کہ اس نے اس کو اپنے ان انجکشنوں کا عادی بنا دیا ہے،جس کی وہ اسمگلنگ دوسرے ممالک میں کرتا ہے،یہ انجکشن جس کے بھی ایک مرتبہ لگا دیا جائے وہ دوبارہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا اس انجکشن کا اثر بارہ گھنٹے تک رہتا ہے۔''

''کیا وہ اس وقت ان انجکشنوں کے زیر اثر ہی تھی۔''صدیقی نے سوال کیا۔

''نہیں وہ اس وقت اس انجکشن کے زیر اثر نہیں تھی۔''

''تو پھر اس نے ہم کو ڈاج دینے کی کوشش کیوں کی تھی۔''

''اس کو کیپٹن کریم نے پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ اس کا تعاقب کیا جائے گا۔''

''لیکن کیپٹن نے ایسا کیوں کیا۔''

''تا کہ ہم اس کی طرف سے اور زیادہ مشکوک ہو جائیں۔''

''وہ کس طرح۔''صدیقی بولا۔

''وہ اس طرح کہ اسی کار میں دلاور کو بے ہوش کر کے لایا گیا تھا،ہم یقیناً یہی سمجھتے کہ جس کی کار ہے وہی لئے جا رہا ہے،اور اس لئے سائرہ کی جانب سے اور مشکوک ہو گئے کہ اس نے تم لوگوں کو ڈاج دینے کی بھی کوشش کی تھی۔''

''کافی اچھا پلان تھا میں تو پچ یہی سوچنے لگا تھا کہ وہ نقاب پوش سائرہ ہی ہے،دلاور کو کوٹھی میں چھوڑ کر کار ٹھکانے لگانے جا رہی ہے۔''صدیقی بولا۔

''ضرور سوچا ہوگا۔''عمران بولا۔

''تو کیا قتل دلاور نے کیا تھا۔چوہان نے سوال کیا۔

''ہاں اور اس نے ہوشیاری یہ کی کہ کسی طرح سے اس نے ایک خنجر پر کسی طرح سے کیپٹن کریم کے نشان حاصل کر لئے اور اس خنجر کو داراب اختر کی کتابوں کی الماری میں چھپا دیا تا کہ وہ پولیس کے ہاتھ لگ جائے۔

''لیکن دلاور نے ایسا کیوں کیا۔''صفدر کی آواز سنائی پڑی۔

''اس لئے کہ وہ دلاور کو کافی دنوں سے بلیک میل کر رہا تھا،دلاور اس سے جلا بیٹھا تھا،اس کو یہ موقع ملا تو اس نے کیپٹن کریم کو پھنسانے کی کوشش کر ڈالی۔''

''لیکن دلاور تو نور پور کی پہاڑیوں سے برآمد ہوا تھا۔''صفدر بولا۔

''وہ سائرہ پر میرا شک پختہ کرنے کے لئے دلاور کو وہ پہلے کوٹھی ہی پر لایا تھا،بعد میں کسی وقت اس نے دلاور کو نور پور کی پہاڑیوں پر منتقل کر دیا ہوگا۔''

''تو آپ کو وہ خنجر کتابوں کی الماری سے ملا تھا۔''صفدر نے پوچھا۔

''مجھے نہیں عمران کو وہاں تلاشی کے دوران ملا تھا۔''کہہ کر عمران ساری داستان دہرا دی۔

''ڈاکٹر شہر یار کا اس میں کیا کردار تھا۔''جولیا نے سوال کیا۔

''وہ صرف ایک مہرہ ہے جو زہریلے انجکشن کیپٹن کریم کے کہنے پر تیار کرتا تھا۔''

''کیا وہ کیپٹن کریم کی اصل حیثیت سے واقف نہیں تھا۔''تنویر نے سوال کیا۔

''ہرگز نہیں وہ صرف ایک محدود دائرے کے ٹرانسمیٹر پر اس کو ہدایات دیتا تھا۔''

''تو اب ڈاکٹر شہر یار کا کیا ہوگا۔''

''اگر وہ سلطانی گواہ بننے کے لئے تیار ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کا بھی چارج بنا کر جیل بھجوا دوں گا۔''

"سائرہ اور ڈاکٹر نے گھر کیوں ... [illegible]

[illegible]

"وہ کلینک میں اس کی ... دوست تھی۔"

[illegible]

"تو کیا وہ ڈاکٹر ... [illegible]

"بہر حال۔"

"تو پھر؟"

[illegible]

"ہاں۔"

[illegible]

"ظاہری بات ہے ... [illegible]

"اس کے خاندان والوں کو ... [illegible]

"مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔"

[illegible]

"تم کہاں گئے تھے؟"

[illegible]

"آپ کہاں گئے تھے؟"

[illegible]

"آپ ان آدمیوں کو ... [illegible]

[illegible]

ختم شد